Regd E.P. No 861

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر

ہفت روزہ

قادیان

ایڈیٹر

صلاح الدین ملک ایم اے

اسسٹنٹ ایڈیٹر

محمد حفیظ بقاپوری

شرح

چندہ سالانہ

چھ روپے

ممالک غیر

۸/۱ روپے

فی پرچہ ۲/

تواریخ اشاعت

۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۳ | ۲۸ ر تبوک ۱۳۳۶ ہش ۲۹ محرم الحرام ۱۳۷۷ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۵۷ء | نمبر ۳

اخبار احمدیہ

لاہور ۔ ۱۷ ستمبر ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ علاج کے سلسلہ میں یہاں چار روز قیام فرمانے کے بعد آج سہ پہر بذریعہ کار ربوہ تشریف لے گئے ۔ روانہ ہونے سے قبل حضور نے جماعت احمدیہ لاہور کے تمام حاضر احباب کو شرف معانقہ بخشا ۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ درد نقرس کا دورہ پھر شروع ہے ۔ آج حضور نے نقرس کے باعث ظہر و عصر کی نمازیں بھی بیٹھ کر پڑھائیں

۱۷ ستمبر ۔ حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی بیان کرتے ہیں ۔ کہ حضور بعد مغرب مجلس عرفان میں قریبًا ایک گھنٹہ تشریف فرما رہے ۔ حضور کے بعد ربوہ میں مجلس عرفان کا یہ پہلا موقعہ تھا ۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک ۔

احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دردمندانہ دعائیں جاری رکھیں ۔

لاہور ۔ ۱۸ ستمبر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی عام طبیعت اچھی رہی ۔ نقرس کی تکلیف میں بھی کچھ کمی ہے ۔ احباب دعائے صحت جاری رکھیں ۔

ربوہ ۱۹ ستمبر ۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب بہت ضعیف اور بیمار ہیں ۔ احباب انکی درازیٔ عمر اور صحت عاجلہ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں ۔

سیرالیون ۔ مکرم مولوی نذیر احمد صاحب علی جو حال ہی میں سیرالیون تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے ہیں ۔ وہاں پہنچ کر بیمار ہو گئے ہیں ۔ کھانسی سخت اور بلغم کے ساتھ خون آ رہا ہے ۔ بخار بھی دن رات رہتا ہے ۔ کمزوری بہت ہے ۔ احباب شفاء عاجلہ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں تا آپ میدان عمل ہی ذائض سنبھال سکیں ۔

مسلمان اور بابا نانک صاحب رح

از مکرم گیانی واحد حسین صاحب رہ ضلع جھنگ

(۳)

میں ابتداء میں بتا چکا ہوں کہ مسلمان رائے بولار بھٹی نے بابا صاحب کی یادگاروں کے ساتھ لاکھوں روپوں کی جاگیر لگا دی تھی ۔ جو آج تک موجود ہے ۔ اور گوردوارہ نانک جھیرہ کی جاگیر کا ذکر بھی معہ حوالہ کر چکا ہوں ۔ اسی طرح بابا صاحب کی یاد میں گوردوارہ نانک متا کے ساتھ اودھ کے نوابوں نے کئی دیہات بطور جاگیر لگائے ہوئے ہیں (دیا جین بیڑاں صفحہ ۲۸۹ مصنفہ سردار جی ۔ بی سنگھ) اس کے علاوہ خان آف تلات نے بابا صاحب کے گوردوارے کے نام جاگیر عطا کی جو اب تک موجود ہے (سری گوردوارے درشن صفحہ ۵ مصنفہ گیانی ٹھاکر سنگھ) گوردوارہ روڑی صاحب محمود شاہ غازی نے بنایا (گوردھام سنگرہ صفحہ ۲۸ مصنفہ گیان سنگھ) نیز آج تک گوردوارہ بیر صاحب کے مہنت کے نام ایک سند بادشاہ دہلی محمد شاہ کی طرف سے ۱۲ ر جمادی الثانی ۱۱۵۲ھ کی لکھی ہوئی موجود ہے ۔ جس میں دو آنہ روزانہ شاہی خزانہ میں سے ہمیشہ ملنے کا حکم ہے ۔ (گوردھام سنگرہ صفحہ ۲۲) اس کے علاوہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے مبلغ پانصد روپیہ کی رقم گوردوارہ پنجہ صاحب کی مرمت کے لئے عطا فرمایا (اخبار شیر پنجاب لاہور ۲ ر مارچ ۱۹۲۸ء) اور حاجی محمد مسکین صاحب نے ایک بیش بہا قیمتی چندن کا چنور امرت سر کے دربار صاحب کی نذر کیا جس کے متعلق سردار گوربخش سنگھ صاحب شیر یوں لکھتے ہیں :-

"ایک مسلمان فقیر حاجی محمد مسکین صاحب سری گورو نانک صاحب کے پریم میں رنگیں سری امرتسر آیا ۔ اور ۲۱ ر دسمبر ۱۹۲۵ء جمعرات کے دن دس بجے اس نے یہ چنور عقیدت کے ساتھ مرحوم بھائی ہیرا سنگھ راگی کی معرفت سری دربار صاحب کی نذر کیا ۔ اس گورو گھر کے خیر خواہ نے پانچ برس اور سات ماہ میں بڑی محنت کے ساتھ یہ بے نظیر چندن کا چنور تیار کیا تھا جس کی باریک تاریں ایک لاکھ ۴۵ ہزار ہیں جو نو من چھ داں سیر چندن سے تیار کی گئی ہیں ۔ اُس دن اکالی تخت کے سامنے بڑا بھاری دیوان لگایا گیا وہ چندن کا چنور ایک سا گوان اور ہاتھی دانت کی گولائی کے ساتھ شیشے کے صندوق میں بڑی حفاظت کے ساتھ جلوخانہ میں رکھا ہوا ہے ۔ اس چنور کے درشن سادھ سنگت کو کرائے گئے ۔ اور فقیر دن کو سری ہری مندر صاحب کی طرف سے ایک سو پونڈ اور قیمتی دو شالے بطور سرو پاؤ عنایت کئے گئے ۔"

(رسالہ امرت ماہ مئی ۱۹۳۶ء صفحہ ۴)

یہ تمام حوالجات مسلمانوں کی بابا نانک صاحب کے ساتھ محبت کے چند ایک نمونے ہیں ۔ اب مسلمانوں کے چند ایک بیانات درج ذیل کرتا ہوں ۔ جس سے مزید معلوم ہو سکے گا ۔ کہ مسلمان بابا نانک صاحب کو ولی اللہ اور خدا رسیدہ بزرگ تسلیم کرتے ہوئے کس قدر عقیدت اور نذرانہ کا اظہار کرتے ہیں ۔ چنانچہ سب سے پہلے میں حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے لکھتا ہوں یہ وہ رائے ہے ۔ جو سکھوں کے بہت بڑے مصنف گیانی گیان سنگھ نے اپنی کتاب تواریخ گورو خالصہ میں درج کی ہے :-

"ہم نانک شاہ کے گھرانے کو ہندو بت پرستوں کی طرح نہیں سمجھتے کیونکہ نانک شاہ سچے فقیر خدا رسیدہ صلح کل تھے ۔ اُن کے اندر ہندوؤں کی طرح ضد نہ تھی ۔ اُنہوں نے مکہ کا حج کیا ۔ بہت چلہ کشی کی اسلامی ممالک میں دورہ کر کے مسلمانوں کے ساتھ محبت پیدا کی چھوت چھات کی پرواہ نہ کی ۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۷۹۲)

جناب بانی سلسلہ احمدیہ کی رائے

حضرت مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں :-

(۱) "ہمارا انصاف ہمیں اس بات کے لئے مجبور کرتا ہے کہ ہم اقرار کریں کہ بیشک بابا نانک صاحب اُن مقبول بندوں میں سے تھے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے نور کی طرف کھینچا ہے اس میں کچھ بھی شبہ نہیں کہ ایک سچی تبدیلی خدا تعالیٰ نے اُن میں پیدا کر دی تھی ۔ اور حق اور راستی کی طرف اُن کا دل کھینچا گیا تھا ۔" (ست بچن صفحہ ۳)

(۲) بابا صاحب ایسے وقت میں ظہور فرما ہوئے تھے ۔ کہ جب ہندوؤں کی رُوحانی حیات بالکل بے حس و حرکت ہو گئی تھی بلکہ اس ملک میں مسلمانوں میں سے بھی بہت سے لوگ صرف نام کے ہی مسلمان تھے ۔ اور فقط ظاہر پرستی اور رسوم میں مبتلا تھے ۔ پس ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے بابا صاحب کو حق اور حقیقت طلبی کی روح عطا کی جبکہ پنجاب میں روحانیت کم ہو چکی تھی ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بلاشبہ اُن عارفوں میں سے تھے ۔ جو اندر ہی اندر ذات یکتا کی طرف کھینچے جاتے ہیں ۔" (ست بچن صفحہ ۸)

(۳) سب کا محبوب مہان پرش

خان بہادر میاں افضل حسین صاحب ایم ۔ اے وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی

کا پیغام

یہ سعادت صرف چند اصحاب کے حصہ میں آئی ہے کہ اُن سے محبت تو سب کو ہے ۔ مگر نفرت کسی کو نہیں گورو نانک ایسی ہی شخصیت ہیں سچائی اور نیکی کی جو مشعل وہ اپنے ساتھ لائے وہ ہمارے زمانہ میں بھی آپ کے پیغام پر پرتو افگن ہے ۔ آپ کا پیغام محبت اور باہمی مفاہمت کا تھا ۔ اور آپ کی تعلیمات انسانی جماعت کے اس لازمی اتحاد پر زور دیتی ہیں ۔ جس میں بنی نوع انسان کی ترقی کا راز مضمر ہے ۔ میں اس موقعہ پر یہ پیغام ایک نیک دل مہان پرش کی تعلیمات کو خراج عقیدت کے طور پر دیتا ہوں ۔

افضل حسین

(منقول از اخبار شیر پنجاب لاہور کا پورن ماشی نمبر مورخہ ۳ ر نومبر ۱۹۴۱ء)

(باقی)

بھائی عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔

(۱) کلام الٰہی سے

ان فی اختلاف اللیل والنھار وما خلق اللہ فی السمٰوٰت والارض لاٰیٰت لقوم یتقون ﴿یونس آیت ۷﴾

ترجمہ:- رات اور دن کے آگے پیچھے آنے میں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے اس میں متقی لوگوں کے لئے یقیناً یقیناً بہت سے نشان ہیں۔

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ رات اور دن بے شک دونوں مفید چیزیں ہیں اور ان کا سلسلہ بھی چل رہا ہے کبھی رات آتی ہے اور کبھی دن۔ مگر جس قوم پر رات ہی رات رہے وہ ترقی نہیں کر سکتی۔ اسی طرح یہ بھی اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے۔ کہ کسی قوم پر ہمیشہ دن ہی دن رہے کیونکہ انسان اپنے اعمال میں کبھی یکساں نہیں رہ سکتا۔ جوں جوں نبیوں سے بُعد ہوتا جاتا ہے گا اور زیادہ زمانہ گذرتا جائے گا۔ تاریکی ہوتی جائے گی۔ جیسے سورج سے دور ہونے کی وجہ سے ہم پر رات پڑ جاتی ہے۔ ورنہ سورج کہیں چلا نہیں جاتا۔ لیکن قوم اس بات سے خوش نہ ہو جائے کہ رات اور دن کا آنا جانا لازمی ہے۔ کیونکہ روحانی دنیا میں بھی گو رات کا آنا لازمی ہے مگر اس کا دور کرنا بھی انسان کے اختیار میں ہے بیشک ترقی اور تنزل قوموں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ مگر تنزل کو دور کرنا اور ترقی کے حصول کے لئے کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ زندگی پیدا کرنے کے لئے جدوجہد کا چھوڑ دینا اور رات کو طبعی اور خود بخود دور ہو جانے والی چیز سمجھ لینا بہت غلطی ہے یعنی انسان رات کے وقت کو دیکھ کر کوشش کرتے ہیں کہ ان کی قوم پر سورج چڑھے اور نبی آ کر یہی تعلیم دیتے ہیں۔ کہ اپنے دروازے کھولو اور سورج چڑھاؤ۔ اس بات پر مطمئن نہ ہو جاؤ کہ تنزل قوموں کے ساتھ لگا ہی ہوا ہے

اللہ تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مخاطبوں سے فرماتا ہے کہ تم بھی اس روحانی سورج (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) سے تعلق پیدا کرو۔ تا تمہاری قوم پر دن چڑھے اور رات دور ہو۔ کیونکہ سورج سے تعلق پیدا کئے بغیر یہ بات ناممکن ہے۔!!

---

(۲) جواہر پارے

خیر خواہی۔ طریق اصلاح۔ حکام وقت کی اطاعت

۱۔ حضرت جریرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جب میں نے بیعت کی۔ تو آپ نے مجھ سے یہ بھی اقرار لیا کہ نماز پڑھوں گا۔ زکوٰۃ دوں گا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا (بخاری)

۲۔ حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے۔ چاہیئے کہ اس کو ہاتھ سے بدل دے۔ لیکن اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے ہی روک دے۔ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو کم از کم دل میں اس فعل کو ناپسند کرے۔ اور یہ درجہ سب سے ادنیٰ ہے (مسلم)

۳۔ حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے۔ کہ ہم نے بیعت کے وقت حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے اقرار کیا۔ کہ ہم حاکم وقت کی بات سنیں گے۔ خواہ تنگی ہو خواہ آسانی ہو خواہ وہ بات ہم کو پسند ہو خواہ ناپسند اور خواہ ہمارے حقوق دبائے جائیں اور یہ کہ ہم حکومت والوں سے ان کی حکومت چھیننے کی کوشش نہ کریں گے۔ مگر یہ کہ کھلم کھلا کفر ہو۔ اور یہ کہ حق کہنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔ (بخاری)

---

(۳) اقوال زریں

حفظانِ صحت کے اسباب کی رعائیت

"اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا والرجز فاھجر یعنی ہر ایک پلیدی سے جُدا رہ یہ احکام الٰہی ہیں۔ کہ قانون حفظانِ صحت کے اسباب کی رعایت رکھ کر اپنے تئیں جسمانی بلاؤں سے بچا دے۔ . . . . . جو شخص جسمانی پاکیزگی کی رعائیت کو بالکل چھوڑ دیتا ہے وہ رفتہ رفتہ وحشیانہ حالت میں گر کر روحانی پاکیزگی سے بھی بے نصیب رہ جاتا ہے۔ مثلاً چند روز دانتوں کا خلال کرنا چھوڑ دو جو ایک ادنیٰ صفائی کے درجہ پر ہے تو وہ فضلات جو دانتوں میں پھنسے رہیں گے ان میں سے مردار کی بو آئے گی۔ آخر دانت خراب ہو جائیں گے۔ اور ان کا زہر یلا اثر معدہ پر گر کر معدہ بھی فاسد ہو جائے گا . . . . . پس یہ کیسی نادانی ہے کہ ظاہری اور جسمانی پاکیزگی کی کچھ پرواہ نہ رکھو نہ خلال کرو اور نہ مسواک کرو اور نہ کبھی غسل کر کے بدن پر سے میل اتارو اور نہ پاخانہ پھیر کر طہارت کرو۔ تمہارے لئے روحانی پاکیزگی کافی ہے۔ ہمارے ہی تجارب ہمیں ۲

ہو بتلا رہے ہیں کہ ہمیں جیسا کہ روحانی پاکیزگی کی روحانی صحت کے لئے ضرورت ہے ایسا ہی ہمیں جسمانی صحت کے لئے جسمانی پاکیزگی کی ضرورت ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہماری جسمانی پاکیزگی کو ہماری روحانی پاکیزگی میں بہت کچھ دخل ہے۔ کیونکہ ہم جسمانی پاکیزگی کو چھوڑ کر اس کے بدنتائج یعنی خطرناک بیماریوں کو بھگتنے لگتے ہیں۔ تو اس وقت ہمارے دینی فرائض میں بھی بہت حرج ہو جاتا ہے۔ اور ہم بیمار ہو کر ایسے نکمے ہو جاتے ہیں کہ کوئی خدمت دینی بجا نہیں لا سکتے اور یا چند روز دُکھ اُٹھا کر دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں۔ بلکہ بجائے اس کے بنی نوع کی خدمت کر سکیں اپنی جسمانی ناپاکیوں اور ترک قواعد حفظانِ صحت سے اوروں کے لئے وبالِ جان ہو جاتے ہیں۔ اور آخر ان ناپاکیوں کا ذخیرہ جس کو ہم اپنے ہاتھ سے اکٹھا کرتے ہیں وبا کی صورت میں مشتعل ہو کر تمام ملک کو کھاتا ہے اور اس تمام مصیبت کا موجب ہم ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہم ظاہر پاکی کے اصولوں کی رعائت نہیں رکھتے۔

پس دیکھو کہ قرآنی اصولوں کو چھوڑ کر اور فرقانی وصایا کو ترک کر کے کیا کچھ بلائیں انسانوں پر وارد ہوتی ہیں" (ایام الصلح صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ مطبوعہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۹۵ و صفحہ ۹۶)

(مرتبہ - محمد حفیظ بقاپوری)

اخبار احمدیہ قادیان

۱۷ ستمبر۔ مسجد اقصیٰ میں خطبہ جمعہ میں مکرم سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا نے احباب قادیان کو بتایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو دیارِ حبیبؑ کی پاسبانی نصیب ہوئی ہے۔ دنیا بھر کے احمدی ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور رشک کرتے ہیں اور ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اس لئے ان پر لازم ہے کہ حاصل شدہ فضل کی حفاظت کریں۔ تا کسی سے بھی کوئی ایسی لغزش سرزد نہ ہو کہ جس کے نتیجہ میں تمام احباب کو روحانی صدمہ پہنچے۔

۱۸ ستمبر۔ مدرسۃ البنات (مکان مرزا گل محمد صاحب مرحوم) میں محترمہ اہلیہ صاحبہ سید شاہ محمد صاحب کے اعزاز میں بعد ظہر لجنہ اماء اللہ کا جلسہ منعقد ہوا۔ اور بعد عصر مکرم سید صاحب کے اعزاز میں مہمان خانہ میں مقامی جماعت نے ٹی پارٹی دی۔ اور ایڈریس پیش کیا (روئداد الگ درج کی گئی ہے)

۱۹ ستمبر۔ مکرم سید صاحب نے بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں زیر صدارت مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل انچارج مدرسہ احمدیہ انڈونیشیا کے تبلیغی حالات سنائے جو احباب کے ازدیادِ ایمان کا موجب بنے (تفصیل آئندہ)

۲۰ ستمبر۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی چار ماہ کے بعد بخیر و عافیت واپس تشریف لائے۔ اس عرصہ کا بیشتر حصہ آپ نے ربوہ مبارک میں گذارا۔ آپ حدیث شریف من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے مطابق اہالیانِ ربوہ کے متعلق بار بار جذبات امتنان و شکر کا اظہار فرماتے ہیں۔ کیونکہ ان احباب نے نہایت خلوص و محبت کا ثبوت دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

زائرین

(۱) ۱۹ ستمبر۔ مجید احمد صاحب دلپسر مکرم بھائی شیر محمد صاحب تاجر قادیان) ربوہ سے (۲) ۲۰ ستمبر محمد احمد صاحب حیدرآبادی متعلم تعلیم الاسلام کالج ربوہ (جو دطن سے ہو کر آئے ہیں) اور سید مسعود احمد صاحب مولوی فاضل (جو نظام آباد دکن اپنے وطن سے ہو کر آئے ہیں)
(۳) ۲۱ ستمبر ملک [illegible] صاحب (خسر مولوی عبدالمجید [illegible] نام) ربوہ سے
(۴) ۲۳ ستمبر ربوہ سے (غلام حسین صاحب کے والد محترم) میاں نظام الدین صاحب (سابق سکنہ دار البرکات قادیان) اور دو بچوں سمیت محترمہ نذیرہ بی بی صاحبہ (بنت میاں جلال الدین صاحب قادیان) زیارت قادیان کے لئے تشریف لائے۔

(۵) ۲۱ ستمبر ہمشیرہ محترمہ ملک بشیر احمد صاحب ۲۳ ستمبر کو غلام احمد صاحب مغربی پنجاب واپس چلے گئے۔
(۶) ۲۲ ستمبر۔ مکرم سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا مع اہلیہ محترمہ ربوہ واپس تشریف لے گئے۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نے متعدد احباب کی معیت میں سٹیشن پر مشایعت کی اور الوداعی دعا فرمائی۔

درخواستہائے دعا

(۱) ہم سترہ آدمیوں پر ایک مقدمہ بنا ہوا ہے جس کی وجہ سے ہم سخت پریشان ہیں سب احباب سلسلہ اور درویشانِ قادیان کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مقدمہ سے جلد نجات بخشے۔ آمین۔ شریف احمد سندھ۔

(۲) دو بہنوں کا رشتہ ہو گیا ہے اور ایک بھائی کو ملازمت مل گئی ہے ان امور کے بابرکت ہونے والدین کی مشکلات آسان ہونے اور چھوٹے بھائی کے احمدی اور خادم دین بننے اور والد صاحب کے احمدی ہونے کیلئے احباب دعا فرمائیں نسیمہ بنت محمد یحییٰ صاحب دکیل [illegible]

خطبہ جمعہ

مشرقی پاکستان کے سیلاب زدہ بھائیوں کی ہر ممکن مدد کرو اور اُن کیلئے جلد سے جلد چندہ جمع کرکے حب الوطنی کا ثبوت دو

پاکستان میں بسنے والے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک حصہ پر تکلیف آئے تو ہمیں احساس ہونا چاہیئے کہ

وہ تکلیف ہم پر آئی ہے:

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳ ستمبر ۱۹۵۴ء ۔ بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

خطبہ شروع کرنے سے پہلے میں اپنی

بیماری کے متعلق

دوستوں کے بعض سوالات کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جو میرے سندھ کے قیام میں ہوتے رہے ہیں۔ اور خطوط کے ذریعہ یہاں بھی کئی دوست مجھ سے دریافت کرتے رہے ہیں۔

زخم کے مندمل ہونے کے بعد ڈاکٹروں کی یہ رائے تھی کہ چونکہ گردن کا ایک درمیانہ سائز کا Nerve کٹ گیا ہے اس لئے سر کے اوپر کے حصہ کا گردن کے نچلے حصہ کے ساتھ تعلق نہیں رہا۔ اور اس کی وجہ سے سر کے پچھلے چوتھائی حصہ میں بے حسی پیدا ہو گئی ہے۔ ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ قانون کے ماتحت کٹی ہوئی Nerve اپنے آپ کو دوسرے حصہ کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرے گی۔ اور کسی نہ کسی طرح رستہ نکال کر کسی دوسری Nerve سے مل جائے گی اور اس طرح دوبارہ زندہ ہو جائے گی ان کا یہ خیال بھی تھا کہ جب اس قسم کی جد وجہد شروع ہوتی ہے تو دردیں بڑھ جایا کرتی ہیں۔ اور درد کے بڑھ جانے کی وجہ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نئی بیماری شروع ہو گئی ہے۔ لیکن دراصل وہ خدا تعالےٰ کے اس

قانون کا اظہار

ہوتا ہے جو اس نے پہلی بیماری کے ازالہ اور ازالہ کے لئے بنایا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کے اس قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے دو تین ماہ کے بعد کٹی ہوئی Nerve میں بیداری پیدا ہوئی۔ اس کی بعض شاخیں پیدا ہو گئیں۔ اور اس نے ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارے کہ کسی اور چیز سے مل جائے۔ لیکن ساتھ ڈاکٹروں کا یہ خیال بھی تھا کہ جسم کے اوپر ورم پیدا ہو گیا تھا وہ جلد اتر جائے گا کراچی تک تو وہ ورم زیادہ نہیں تھا۔ کراچی کے بڑے سرجن کو جو گورنمنٹ میڈیکل کالج کے ہیں ورم دکھایا گیا۔ تو انہوں نے بھی بتایا۔ کہ یہ تکلیف عارضی ہے کچھ دنوں تک ہٹ جائے گی۔ انہوں نے مالش بھی تجویز کی جو کسر کے پٹھوں کو گوشت دینے والی تھی ان کا خیال تھا کہ اس کی مالش کی وجہ سے عارضی تکلیف دور ہو جائے گی۔ اور بعض اوقات طور پر اس مالش کا فائدہ بھی ہوا۔ لیکن ورم دور نہ ہوا بلکہ بعض اوقات یوں معلوم ہوتا ہے کہ ورم بجائے کم ہونے کے بڑھنے لگا ہے جب دردیں زیادہ ہوئیں۔ تو

سرجن کی یہ رائے

تھی کہ یہ دردیں طبعی تقاضا کی وجہ سے ہیں۔ کٹی ہوئی Nerve نے پھیلنا شروع کر دیا ہے۔ کیونکہ اس نے کسی اور Nerve سے مل کر اپنی زندگی کو قائم رکھنا ہے بیچ میں چونکہ گوشت آجاتا ہے۔ اس لئے کہیں گوشت مروڑا جاتا ہے۔ اور کہیں گوشت چرتا ہے اس لئے درد زیادہ ہو جاتی ہے۔ لیکن جب میں کراچی سے ناصر آباد پہونچا تو شروع شروع میں تو یہ معلوم ہوا کہ

آب و ہوا کی وجہ سے

پہلے کی نسبت تکلیف میں افاقہ ہے۔ بعد میں جب ٹھنڈی ہوا چلی۔ اور سندھ میں ان دنوں رات کے وقت عموماً ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ تو اس کی وجہ سے بعض اوقات گردن میں کھچاؤ محسوس ہونے لگا۔ اور پھر اس کھچاؤ نے بڑھنا شروع کیا۔ ایک طرف تو گردن کے کھچاؤ نے بڑھنا شروع کیا۔ اور دوسری طرف ورم بجائے کم ہونے کے زیادہ ہونا شروع ہو گیا۔ جہاں تک درد کا تعلق تھا ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ یہ طبعی ہے۔ جب نرو (Nerve) بڑھنا شروع کرتی ہے۔ تو درد ہوتا ہی ہے۔ اس کے لئے فکر کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس کے درد کے ساتھ زخم کے اوپر اس قسم کی جلن محسوس ہونے لگی۔ جیسا کہ کوئی شخص لوہا تپا کر ہاتھ میں پکڑ لے۔ اس ہاتھ میں جو کیفیت گرم لوہے کو پکڑتے وقت پیدا ہوتی ہے وہ یہ کیفیت اس جلن کی تھی۔ جو زخم کے اوپر کے حصہ میں درد کے ساتھ ساتھ محسوس ہوتی تھی اور یہ ایک علیحدہ چیز تھی۔ درد سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ پھر بعض اوقات معمولی سے جھٹکے کے ساتھ گردن میں پیچ پڑ جاتا تھا۔ مثلاً گلے کا بٹن بند کرنے کے لئے سر نیچا کیا تو پیچ پڑ گیا۔ یہ پیچ ہاتھ کا سہارا دے کر اور گردن دبا کر درست ہوتا تھا۔ واللہ اعلم یہ تکلیف ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق طبعی تھی یا غیر طبعی۔ کراچی۔ کوئٹہ۔ پشاور اور ربوہ سے

متعدد خطوط

مجھے ملے۔ کہ زخم والی جگہ کا ڈاکٹروں سے معائنہ کرانا چاہیئے۔ لیکن میں نے ناصر آباد سے کراچی جانا پسند نہ کیا۔ اور یہ فیصلہ کیا کہ اب آخری ایام ہیں۔ چند دنوں کے بعد پنجاب چلے جانا ہے۔ ربوہ جانے کے بعد لاہور جاؤں گا۔ اور ڈاکٹروں کو دکھلاؤں گا۔ ساتھ ہی میں نے کراچی کے سرجن کو مشورہ کے لئے لکھ دیا۔ سرجن کے مشورہ کے مطابق حیدر آباد میں ملا وہ یہی کہتا کہ جو علامات مجھے پیدا ہوئی ہیں۔ وہ طبعی ہیں۔ لیکن ورم کا ابھی تک قائم رہنا بلکہ بعض اوقات بڑھ جانا یہ چیز اس قابل ہے۔ کہ اس پر دوبارہ غور کیا جائے یہ چیز طبعی نہیں۔ اور

ہمارے اندازہ سے باہر

ہے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ کوئی نئی بیماری شروع ہو گئی ہو۔ بہر حال یہ حالات تھے۔ ناصر آباد میں تکلیف کی جو شدت تھی۔ وہ وہیں سے کم ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اب بھی تکلیف کم ہے لیکن اگر زخم والی جگہ کو دبایا جائے۔ تو ایک قسم کی جلن پیدا ہوتی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اصل حقیقت لاہور جا کر زخم کی جگہ سرجن کو دکھا دی کراچی کی جماعت نے یہ انتظام کیا ہے۔ کہ اگر ضرورت ہو تو وہ کراچی کے سرجن کو کار پر ربوہ لے آئیں۔ لیکن میں نے یہی مناسب سمجھا۔ کہ میں پہلے لاہور کے سرجن سے مل لوں۔ اگر اس کی رائے میں کسی دوسرے سرجن سے مشورہ کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ تو کراچی کے سرجن کو بلانے کی ضرورت نہیں ہوگی

اس کے بعد میں مختصر طور پر جماعت کو اس

دردناک واقعہ

کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو مشرقی پاکستان میں پیش آیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں وہ آپس میں ایک جسم کے اعضاء کی طرح ہیں۔ جس طرح جسم کے ایک عضو میں تکلیف ہو تو اس کے دوسرے اعضاء بھی اس تکلیف کو محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح مومنوں کے کسی حصہ کو تکلیف ہو۔ تو ان کے دوسرے حصہ کو بھی تکلیف محسوس کرنی چاہیئے۔ قرآن کریم اور احادیث میں بعض ایسی باتیں آتی ہیں جن سے لوگ غلطی کھا جاتے ہیں۔ اور حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ جو

عام قانون

ایک مذہبی آدمی بیان کرے گا۔ وہ اسے مذہبی اصطلاحوں میں ہی بیان کرے گا۔ مثلاً جب وہ یہ کہے گا۔ کہ جو لوگ نماز کی پابندی نہیں کریں گے۔ وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔ تو یہ صرف ایک مذہبی نقرہ نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ جو قومی تحریکیں ہوتی ہیں۔ ان میں اگر قوم سستی اور غفلت سے کام لے گا۔ تو وہ کمزور ہو جائیگی۔ پس یہ قانون صرف نماز کے لئے ہی نہیں ہوگا۔ بلکہ ہر جگہ چسپاں ہوگا۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ دیکھو اگر تم رسول کی اطاعت نہیں کرتے۔ تو تم گھاؤ گے تو اس کے یہ معنے نہیں کہ اگر تم رسول اور امام کی

اطاعت نہیں کر سکے۔ تو تم گر جاؤ گے۔ بلکہ علمی اقتصادی سیاسی اور قومی لیڈروں کی اطاعت نہ کرنے سے بھی یہی خرابی پیدا ہوگی۔ اگر کوئی قوم اپنے اقتصادی

لیڈر کی اطاعت

نہیں کرتی۔ تو اس کی اقتصادی حالت گر جاتی ہے اگر وہ کسی سیاسی اور قومی لیڈروں کی اطاعت نہیں کرتی تو وہ سیاسی لحاظ سے گر جاتی ہے اگر وہ کسی علمی لیڈر کی اطاعت نہیں کرتی۔ تو وہ علمی لحاظ سے گر جاتی ہے۔ پس مذہبی آدمی اگر کوئی چیز بیان کرے گا۔ تو وہ مذہبی اصطلاح میں ہی بیان کرے گا۔ گو وہ قانون ہر جگہ چسپاں ہوگا۔ پس اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں وہ ایک جسم کے اعضاء کی طرح ہیں جس طرح جسم کے ایک عضو کو تکلیف ہو۔ تو دوسرے اعضاء بھی محسوس کرتے ہیں اسی طرح مومن جماعت کا ایک حصہ جب کوئی تکلیف محسوس کرتا ہے۔ تو دوسرا حصہ بھی اس تکلیف میں شریک ہوتا ہے تو یہ قانون اگرچہ

مذہبی اصطلاح

میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن یہ ہر جگہ چسپاں کیا جائے گا۔ اگر سیاسیات کو لو۔ تو ہم کہیں گے کہ ایک قوم کے سب شہری ایک جسم کی طرح ہیں۔ اگر ان کے کسی ایک حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو دوسرا حصہ بھی ویسی ہی تکلیف محسوس کرے گا۔ اگر تاجر ہیں۔ تو وہاں اس قانون سے یہ مراد ہوگی کہ تمام تاجر ایک جسم کے اعضاء کی طرح ہیں۔ جس طرح ایک عضو کے تکلیف اٹھانے سے جسم کا دوسرا حصہ بھی تکلیف محسوس کرتا ہے اسی طرح تاجروں کے ایک حصہ پر تکلیف آئے۔ تو دوسرے حصہ کو بھی اس کی تکلیف محسوس کرنی چاہیئے اگر لوگ پیشہ ور ہیں۔ تو ہم کہیں گے۔ تمام پیشہ ور ایک جسم کی طرح ہیں۔ اگر ان کے کسی ایک حصہ کو تکلیف پہنچے۔ تو دوسرے لوگوں کو اس کی مدد کرنی چاہیئے۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ سب مومن آپس میں ایک جسم کی طرح ہیں۔ اگر جسم کے ایک حصہ کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو دوسرے اعضاء بھی ویسی ہی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ اصل اور قانون صرف مومنوں کے لئے ہے بلکہ دنیا میں جو گروپ بھی بنے گا۔ اس پر یہ قانون حاوی ہوگا۔ اگر گروپ کے کسی حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو وہ تکلیف سب کو پہنچنی چاہیئے۔ اگر اس کے کسی حصہ کو وہ تکلیف نہیں پہنچی۔ تو اس کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ وہ حصہ اصل جسم سے کٹ گیا ہے۔

اس قانون کے ماتحت

تمام ملک نیز تمام سیاسی۔ اقتصادی اور علمی اقوام اور تمام گروپ ایک جسم کی طرح ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو دوسرے سب افراد کو وہ تکلیف محسوس کرنی چاہیئے۔ اگر دوسرے لوگ ایک حصہ کی تکلیف کو محسوس نہیں کرتے تو وہ اقوام اپنے سرکل اور دائرہ میں فیل ہو جائیں گی۔ مثلاً امریکہ ہے۔ وہ اندرونی طور پر کئی حصوں پر منقسم ہے شمالی امریکہ۔ جنوبی امریکہ۔ مشرقی امریکہ اور مغربی امریکہ لیکن امریکہ کے الفاظ میں وہ سب ایک ہی چیز شمار ہوں گے۔ U. S. A. کا ایک ایسا علاقہ ہے جس میں کئی جگہ زبان میں فرق پایا جاتا ہے

مختلف اقوام

کے لوگ اس میں آباد ہیں۔ کہیں انگریز آباد ہیں کہیں جرمنوں کی زیادہ تعداد آباد ہے۔ کہیں یہودیوں کی کثرت ہے۔ اور کہیں مشرقی یورپ کی اقوام زیادہ تعداد میں آباد ہیں۔ غرض مختلف علاقوں میں مختلف اقوام آباد ہیں۔ جب کسی غیر سے مقابلہ نہ ہو تو کسی کو انگریزوں سے ہمدردی ہوگی۔ اور کسی کو یہودیوں سے ہمدردی ہوگی۔ اور کسی کو جرمنوں سے ہمدردی ہوگی۔ لیکن جب امریکہ کا سوال آئے گا۔ تو وہ اپنا سب اختلاف بھول جائیں گے۔ کہ وہ بھول جائیں گے کہ وہ یہودی ہیں۔ وہ بھول جائیں گے کہ وہ جرمن ہیں وہ بھول جائیں گے۔ کہ وہ انگریز ہیں۔ غیر کے مقابلہ میں وہ سب ایک قوم ہو جائیں گے۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ قاعدہ کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ گروپ کے ہر فرد کو دوسرے کی تکلیف کا احساس کرنا چاہیئے۔

اسی طرح پاکستان ہے۔ پاکستان

مسلمانوں کی متحدہ کوشش

سے بنا ہے۔ اب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیان فرمودہ اصل کے ماتحت پاکستان میں بسنے والے آپس میں بھائی بھائی ہیں وہ ایک گروپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جب ان میں سے کسی ایک حصہ پر تکلیف آئے۔ تو باقی سب کو یہ احساس ہونا چاہیئے۔ کہ وہ تکلیف ہم پر آئی ہے۔ اگر اس کے کسی حصہ میں قحط نمودار ہوتا ہے۔ تو باقی سب حصوں کو بھی احساس ہونا چاہیئے۔ کہ یہ قحط ہم پر ہی آیا ہے۔ اگر سیلاب ایک حصہ کو تباہ کر دیتا ہے۔ تو باقی حصوں کو بھی یہ احساس ہونا چاہیئے۔ کہ سیلاب نے ہم سب کو برباد کر دیا ہے۔ اگر ملک کے ایک حصہ کی تکلیف کو دوسرا حصہ اپنی تکلیف تصور نہیں کرتا تو اسے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ جسم سے کٹ گیا ہے۔ اس وقت

ایسٹ پاکستان

میں جو تباہی آئی ہے۔ اور سیلاب کے رنگ میں جو عذاب اس علاقہ میں آیا ہے۔ اس کی کیفیت اخبارات اور رسائل میں چھپتی رہتی ہے۔ لیکن ہمیں مبلغین کی طرف سے بھی رپورٹ آتی رہتی ہے۔ اس وقت تک جو رپورٹیں مبلغین کی طرف سے آئی ہیں۔ انہیں پڑھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ہمارے مبلغین نے ایک رپورٹ میں لکھا ہے۔ کہ ایک جگہ کے باشندوں نے جو احمدیت سے بھی ہمیں فون کیا۔ کہ کوئی شخص ہماری حالت نہیں پوچھتا۔ آپ کم سے کم کوئی آدمی ہمارے پاس بھجوا دیں تا یہ دیکھ کر کہ ملک میں ہمارے ہمدرد بھی موجود ہیں۔ ہماری ہمت بھی بندھ جائے۔ چنانچہ

مبلغین کا وفد

وہاں پہنچا۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ ہر جگہ پانی ہی پانی کھڑا ہے۔ گاؤں میں جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ گاؤں کا کوئی شخص ایک کشتی لے آیا۔ اور انہیں اس میں بٹھا کر اپنے ساتھ لے گیا۔ گاؤں میں پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ وہاں ایک گھر بھی ایسا نہیں۔ جہاں کوئی شخص چارپائی۔ تخت یا زمین پر سو سکے۔ سب جگہیں پانی سے بھری پڑی ہیں۔ اور لوگوں نے پانی میں بانس گاڑ کر ان پر گھاس پھونس ڈال رکھا ہے۔ وہ ان بانسوں کی بنی ہوئی چھتوں پر ہی سوتے ہیں۔ اور انہی پر کھانا پکاتے ہیں۔ یہ کیفیت بالکل اسی قسم کی ہے۔ کہ تم میں سے کوئی شخص دریائے چناب میں جا کر بانس گاڑے۔ اور ان پر گھاس پھونس ڈال کر وہاں رہنا شروع کر دے۔ اگر تم ایسا کرو بھی۔ تو محض کھیل سمجھ کر کرو گے۔ لیکن وہ لوگ مصیبت کی وجہ سے ایسا کر رہے ہیں۔ رپورٹ میں لکھا ہے کہ ہمیں دیکھ کر گاؤں کے بوڑھے اور جوان مرد اور عورت سب جمع ہو گئے۔ اور وہ اس طرح روئے اور اس طرح انہوں نے گریہ وزاری کی۔ جیسے کوئی

گمشدہ دوست

سالہا سال کی جدائی کے بعد ملا ہو۔ وہ ہمیں دیکھ کر سب کچھ بھول گئے۔ ہم نے انہیں کچھ چاول دیئے۔ اور کہا ہم لوگ غریب ہیں لیکن پھر بھی چاہتے ہیں۔ کہ ہم آپ کی تکلیف میں حصہ لیں۔ انہوں نے چاول واپس کر دیئے۔ اور کہا ہمیں اس بات کا ڈر نہیں کہ ہم فاقوں مر جائیں گے۔ ہم میں سے جس کے پاس کچھ غلہ یا روپے ہیں۔ وہ دوسروں کی مدد کرتا ہے۔ ہمیں صرف یہی احساس تھا۔ کہ ملک میں ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اب آپ آ گئے ہیں تو ہمیں سب کچھ مل گیا ہے۔ اب ہم فاقے ہی بھی رہیں۔ تو ہمیں اس بات کی پرواہ نہیں۔ ہمیں اس مدد کی ضرورت نہیں۔ ہم جیسے بھی بن پڑا گزارہ کریں گے ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ کہ ہماری تکلیف کا احساس کرنے والے لوگ ملک میں موجود ہیں۔ دیکھو یہ چیز تھی

تکلیف وہ

ہے۔ ایک قوم کے افراد بھوکے مرتے ہیں وہ فاقے برداشت کرتے ہیں۔ لیکن وہ مدد قبول نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم اس بات سے خوش ہو گئے ہیں۔ کہ پاکستان میں ہمیں پوچھنے والے لوگ بھی موجود ہیں۔ اس سے زیادہ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

اس علاقہ کے احمدیوں کے متعلق یہ رپورٹ ملی ہے۔ کہ وہ نماز بھی بانسوں کی بنی ہوئی جھونپڑ پر پڑھتے ہیں۔ گویا نماز پڑھنے کے لئے بھی کوئی جگہ نہیں مل رہی۔ اب ان کا اپنے ساتھ مقابلہ کرو۔ جب یہاں سیلاب آیا۔ تو اس کا زیادہ زور صرف ایک رات تھا۔ میں ان دنوں ربوہ سے باہر تھا۔ مجھے یہاں سے بیسیوں رپورٹیں گئیں ہم نے کیلیوں کی کشتیاں بنائیں۔ اور ہم نے بڑی بہادری اور دلیری کے ساتھ فلاں فلاں گاؤں کے لوگوں کو سیلاب کی زد سے بچایا یہ تکلیف صرف ایک رات کی تکلیف تھی لیکن ایسٹ پاکستان کا قریباً

سارا علاقہ

بیس پچیس دن سے اس قدر تکلیف میں مبتلا ہے کہ وہ بانسوں کی بنی ہوئی چھتوں پر سوتے ہیں۔ اور انہی پر کھانا پکاتے ہیں۔ تو خود ہی سمجھ سکتے ہو۔ کہ بانسوں کی چھتوں پر وہ روٹی کیا پکائیں گے۔ گھاس پھونس پر آگ جلائی جائے۔ تو وہ جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ اس لئے خیالی طور پر ہی روٹی پکتی ہوگی یعنی وہ ویسے ہی آٹا وغیرہ پھانک کر گذارہ کرتے ہوں گے۔ ان حالات میں

ہمارا فرض

ہے کہ ہم لوگ جو اس مصیبت سے محفوظ ہیں اپنے ان بھائیوں کی مدد کریں جو اس وقت مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں مجھے افسوس ہے کہ ہمارے ملک کی ذہنیت ایسی خراب ہو چکی ہے۔ کہ بجائے اس کے کہ مصیبت میں مبتلا لوگوں سے وہ ہمدردی کا اظہار کریں اور ان کے لئے قربانی اور ایثار سے کام لیں۔ وہ اور زیادہ لوٹنا شروع کر دیتے ہیں ایسٹ پاکستان میں اس دفعہ زیادہ بارش ہوئی۔ اور وہاں خطرناک سیلاب آیا ہوا ہے۔ یہاں بارش بہت کم ہوئی ہے۔ لیکن اس علاقہ میں غلہ ضرورت سے دس فی صدی زیادہ پیدا ہوا تھا۔ مگر ادھر مشرقی بنگال میں سیلاب

آیا۔ اور ادھر بعض علاقوں میں

غلہ کی قیمت

۱۶ روپے من ہوگئی۔ پھر یہ خبر مجھے سندھ میں پہنچ گئی تھی۔ کہ یہاں گھی کا بھاؤ ساڑھے چھ روپے فی سیر ہوگیا ہے۔ سندھ میں گھی کا بھاؤ پنجاب سے ایک روپیہ فی سیر ہمیشہ زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہاں بھینسیں رکھنے کا رواج نہیں۔ وہاں لوگ گائیں رکھتے ہیں۔ پھر وہ جانوروں کی پرورش بھی اچھی طرح نہیں کرتے پھر گھی بھی کم نکالتے ہیں۔ وہاں لوگ سالن نہیں پکاتے۔ روٹی دودھ کے ساتھ کھالیتے ہیں۔ یا لسی کے ساتھ روٹی کھاتے ہیں۔ اس لسی میں سے مکھن کم نکالتے ہیں۔ تا لسی چکنی رہے۔ پس گھی کی طرف ان کی توجہ کم ہے۔ پنجابی لوگ جو وہاں آباد ہیں۔ وہ بھینسیں رکھتے ہیں۔ اور گھی انہی سے ملتا ہے۔ اس لئے یہاں اگر گھی کا بھاؤ تین روپے سیر ہو۔ تو وہاں چار روپے سیر ہوتا ہے۔ یہاں چار روپے سیر ہو۔ تو وہاں پانچ روپے سیر ہوتا ہے یہاں پانچ روپے سیر ہو۔ تو وہاں چھ روپے سیر ہوتا ہے۔ لیکن اس دفعہ وہاں گھی کا بھاؤ ساڑھے چار روپیہ فی سیر ہے۔ اور یہاں چھ ساڑھے چھ روپیہ فی سیر ہے۔ حالانکہ پنجاب میں گھی کثرت سے ملتا ہے۔ پھر ریلیں اور سڑکیں ایک علاقہ کو دوسرے علاقہ سے ملاتی ہیں۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں۔ کہ گھی کا بھاؤ اس قدر بڑھ جائے گندم اور گھی کا بھاؤ بڑھ جانے کی

وجہ صرف یہی ہے

کہ لوگوں نے دیکھا کہ مشرقی پاکستان پر اس وقت مصیبت آئی ہوئی ہے۔ اب وہاں گھی اور گندم جائے گی۔ اس لئے موقع ہے جس قدر لوٹ سکو لوٹ لو۔ حالانکہ ان لوگوں کو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ اگر وہاں مصیبت آئی ہے۔ تو اس قسم کی مصیبت یہاں بھی آسکتی ہے۔ یہ کوئی شرافت اور ایمانداری نہیں۔ کہ تم گھی مہنگا کردو۔ اس لئے کہ کہ مشرقی بنگال جاتا ہے۔ تم گندم مہنگی کردو اس لئے کہ مشرقی بنگال جاتی ہے۔ جب غلہ مہنگا ہوتا ہے۔ تو اس کا کوئی سبب ہوتا ہے ملک میں اس سال غلہ اس قدر پیدا ہوا ہے کہ باوجود اس کے کہ گورنمنٹ نے گندم کا نرخ ۹/۴/ روپے فی من مقرر کیا تھا۔ بازار میں گندم پانچ چھ روپے فی من کے حساب سے ملتی رہی ہے سندھ میں تو گندم بعض جگہ چار چار روپے فی من کے حساب سے بھی بکی ہے۔ لوگوں نے شور مچایا۔ اور کہا کہ اگر گندم کی قیمت عملی طور پر یہی رہی تو ہم مالیہ بھی اسی قیمت کے حساب سے دیں گے۔ کیونکہ سندھ میں مالیہ فصل کی قیمت کے حساب سے ہوتا ہے۔ اس پر گورنمنٹ نے اپنے مفاد کی خاطر مقررہ قیمت پر گندم کی خرید شروع کی۔ اس نے یہ کہہ لیا۔ کہ اگر سارے ملک میں

دس لاکھ ایکڑ

گندم کاشت ہو۔ اور اوسط قیمت چھ روپے ہو۔ اور فرض کرو ہمیں دس روپیہ فی ایکڑ مالیہ ملے۔ تو کل مالیہ ایک کروڑ روپے ملیگا۔ لیکن اگر اوسط قیمت ۹/- روپے فی من ہو۔ تو مالیہ ڈیڑھ کروڑ ملے گا۔ ہمارا اس وقت پچاس لاکھ کا نقصان ہو رہا ہے۔ ہم کیوں نہ کچھ گندم مقررکردہ نرخ پر خرید لیں۔ اگر ہم دو لاکھ من گندم خرید لیں۔ تو ہمیں پانچ چھ لاکھ روپیہ کا گھاٹا پڑے گا۔ اور باقی مالیہ بچ جائیگا پس گورنمنٹ نے خیال کیا۔ کہ اگر ہم دو تین لاکھ من گندم خرید لیتے ہیں۔ تو نقصان تو دس لاکھ روپیہ کا ہوگا۔ اور باقی روپیہ کا فائدہ ہوگا۔ اور اگر ہم گندم نہیں خریدتے تو پچاس لاکھ روپیہ کا نقصان ہوگا۔ اس لئے انہوں نے گندم خریدنے کا فیصلہ کیا۔ اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد انہوں نے زمینداروں کو یہ نوٹس دے دیا۔ کہ چونکہ تم لوگ گندم وقت پر مارکیٹ میں نہیں لائے اس لئے ہم آئندہ اس بھاؤ پر گندم کی خرید نہیں کریں گے۔ بہرحال یہاں کے لوگوں نے بجائے

ہمدردی کا اظہار

کرنے کے الٹا نمونہ دکھایا۔ بجائے اس کے کہ وہ انہیں ضرورت کی چیزیں مہیا کرتے۔ انہوں نے یہ سمجھا۔ چونکہ گھی کی اس وقت ضرورت ہے۔ اس لئے اسے مہنگا کردو۔ گندم کی ضرورت ہے اس لئے اس کا نرخ بڑھا دو۔ اور اس طرح خوب فائدہ اٹھاؤ۔ یہ تو ایسی بات ہے کہ کسی شخص کے پاس پانی ہو۔ اور اس کے پاس دوسرا شخص پیاسا مر رہا ہو لیکن وہ کہے کہ میں پانی ۲۵ روپے سیر بیچتا ہوں۔ یہ طریق نہایت ناواجب اور ناشائستہ ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ پاکستانیوں کے پاس نہ غلہ ہے۔ اور . . . . نہ بھینسیں ہیں۔ حالانکہ یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔ غلہ بھی موجود ہے۔ اور گھی بھی موجود ہے۔ صرف

لوٹ کا احساس

ہے جس نے ان چیزوں کی قیمتیں بڑھادی ہیں۔ حالانکہ ہر پاکستانی کو سمجھنا چاہیئے تھا۔ کہ اس موقعہ پر مجھے ان اشیاء کی قیمت نہیں بڑھانا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس کی میرے بھائیوں کو ضرورت ہے اگر قیمت میں فرق پڑ گیا۔ تو کیا حرج ہے۔ اگر خدانخواستہ ویسٹ پاکستان پر مصیبت آتی۔ تو ایسٹ پاکستان والوں کا فرض ہوتا کہ وہ اس کی خاطر قربانی کرتے۔

بہرحال میں

جماعت کو توجہ

دلاتا ہوں۔ کہ وہ قربانی کرکے مشرقی پاکستان کے مصیبت زدہ لوگوں کے لئے چندہ جمع کریں۔ اس سلسلہ میں کراچی کی جماعت نے سب سے پہلے قدم اٹھایا ہے۔ انہوں نے پانچ ہزار روپے کا وعدہ کیا تھا۔ جس میں سے تین ہزار روپے سے اوپر چندہ انہوں نے جمع کر لیا ہے۔ جن جماعتوں نے اس سلسلہ میں ابھی تک کوئی قدم نہیں اٹھایا میں انہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ چندہ جمع کریں۔ اور اسے مرکز میں بھیجیں۔ مرکز بھی اپنے پاس سے کچھ رقم دے گا۔ کیونکہ ان لوگوں کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ اپنے اخراجات کو کم کرکے مصیبت زدہ لوگوں کے لئے کچھ رقم نکالیں۔ پھر جو رقم جمع ہو۔ اس میں سے کچھ رقم حکومت کے مقرر کردہ نظام کو بھیج دی جائے۔ اور کچھ رقم جماعت کو بھیج دی جائے۔ تاکہ وہ اپنے ہمسایوں میں خود تقسیم کرے۔ اسی طرح

برادرانہ تعلقات

بڑھتے ہیں۔ بعض جگہوں پر تحریک کی گئی ہے کہ مصیبت زدگان کی امداد کے لئے ایک ایک دن کی تنخواہ دے دی جائے چنانچہ لائل پور میں ایک مل میں اس قسم کی تحریک کی گئی۔ تو ۷۰ ہزار روپیہ جمع ہوگیا۔ گویا ان کے ایک ماہ کی تنخواہ کا بجٹ گیارہ لاکھ دس ہزار روپے ہے۔ اور ایک سال کی تنخواہ کا بجٹ ایک کروڑ ۳۳ لاکھ ۲۰ ہزار روپیہ ہے۔ ہماری جماعت کی تنخواہیں اتنی نہیں۔ پھر ہماری جماعت کے دوستوں کی توجہ

تجارت اور صنعت و حرفت

کی طرف نہیں۔ بلکہ اگر کسی کو کوئی کام آتا ہو تو وہ کبھی چاہتا ہے۔ کہ کام میرے تک ہی محدود رہے۔ ابھی تک ہمارے ملک میں یہ چیز پیدا نہیں ہوئی۔ کہ پیشے اور ہنر دوسروں کو سکھائے جائیں۔ اگر کوئی ٹرنک بنانا جانتا ہے۔ تو وہ چاہتا ہے کہ یہ فن اب میرے تک ہی محدود رہے۔ اگر کوئی بوٹ بنانا جانتا ہے۔ تو وہ چاہتا ہے کہ یہ کام میرے تک ہی محدود رہے۔ لیکن جو سکھاتا ہے۔ اس کی قدر نہیں ہوتی۔ بلکہ سیکھنے والا اور اس کے رشتہ دار شور مچاتے ہیں کہ سیکھنے والے کو تنخواہ نہیں دی جاتی

یورپ کی کتابیں

پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں جو لوگ کام سیکھتے ہیں وہ سکھانے والے کو بڑی بڑی رقمیں دیتے ہیں۔ لیکن یہاں ایسا نہیں۔ یہاں اگر کوئی شخص کسی کے پاس اپنا بیٹا کام سیکھنے کے لئے بھیجتا ہے تو وہ میرے پاس اس قسم کی شکایت کرتا ہے۔ کہ پندرہ دن سے کام سیکھنے کے لئے اپنے بیٹے کو فلاں کے پاس بھیج رہا ہوں۔ وہ اسے تنخواہ نہیں دیتا۔ حالانکہ جب تک وہ کام سیکھتا ہے وہ سکھانے والے کی چیزیں بگاڑتا ہے اسے فائدہ نہیں پہنچاتا۔ ولایت میں چھوٹے چھوٹے پیشے سیکھنے کے لئے دو دو سال تک پریکٹس کرنی پڑتی ہے۔ پھر کہیں جاکر تنخواہ کی امید کی جاتی ہے۔ لیکن یہاں پندرہ دن کے بعد ہی شکایات آنی شروع ہو جاتی ہیں ہم جب بچے تھے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ حضرت نانا جان سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ اپنے چھوٹے بیٹے محمد اسحٰق کو دین کے لئے وقف کردو۔ وہ جواب دیا کرتے تھے۔ کہ پھر وہ کھائے گا کیا ہے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے۔ آپ نے اپنے ایک لڑکے کو ڈاکٹر بنایا ہے اللہ تعالیٰ اس کا رزق بھی اسے دے دیگا۔ میری صحت خراب تھی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ تم مولوی صاحب سے کچھ طب پڑھ لو کیونکہ یہ ہمارا خاندانی پیشہ ہے۔ اسی طرح قرآن اور بخاری پڑھ لو۔ جب میں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے طب اور دینیات پڑھنی شروع کی۔ تو نانا جان مرحوم نے میر محمد اسحٰق صاحب کو بھی میرے ساتھ بٹھا دیا۔ میری عمر ۱۳، ۱۴ سال کی تھی۔ اور میر صاحب کی عمر مجھ سے ۳ سال کم تھی۔ پہلے دن وہ سبق پڑھ کر آئے۔ تو نانی اماں نے لطیفہ سنایا۔ کہ جب اسحاق سونے لگا۔ تو اس نے مجھے کہا۔ مجھے صبح جلدی جگا دیں کیونکہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے پاس کثرت سے مریض آتے ہیں۔ اور انہیں انتظار میں گھنٹوں بیٹھنا پڑتا ہے۔ میں صبح صبح جاکر مریضوں کے لئے نسخے لکھوں گا۔ تاکہ انہیں تکلیف نہ ہو۔ اس پر وہ کبھی ہنستے اور ہم بھی میر صاحب سے مذاق بھی کیا کرتے تھے۔ لیکن وہ تو بچوں کی باتیں تھیں۔ بڑوں کو یہ باتیں نہیں سجتیں۔ بڑوں میں سمجھ، فہم اور فراست ہوتی ہے۔ وہ اگر ایسا کریں کہ ادھر لڑکا سکول میں داخل کیا۔ اور ادھر اس کی تنخواہ کا مطالبہ شروع کر دیا۔ تو وہ پاگل سمجھے جائیں گے جاہ‌لڑ

کام سکھانے والا تو اس پر احسان کر رہا ہے جب وہ اچھی طرح فن سیکھ لے گا۔ تو اپنا کام الگ شروع کرے گا۔ یورپ کی کتابیں پڑھ لو۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں کوئی پیشہ ایسا نہیں۔ جس میں شاگرد کچھ لے۔ وہ کچھ لیتا نہیں۔ بلکہ استاد کو کچھ رقم دیتا ہے۔ استاد کام بھی سکھائے گا۔ اور اس کے بدلہ میں کچھ لیگا بھی۔ لیکن یہاں ایسا نہیں۔ یہاں اگر کوئی کام سیکھنے کے لئے جاتا ہے۔ تو پندرہ دن کے بعد یہ شکایت کرنے لگ جاتا ہے۔ کہ وہ مجھے تنخواہ نہیں دیتا۔ اگر ہمارے دوست پیشوں کی طرف توجہ کرتے۔ تو ہماری جماعت میں بھی پیشے آ جاتے لیکن ابھی ہماری جماعت غرباء کی جماعت ہے۔ اگر اس کے پاس روپیہ ہے۔ تو صرف اس وجہ سے کہ ان میں ہر ایک کچھ نہ کچھ دیتا ہے۔ بیچ میں کچھ بے ایمان بھی آ جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اکثریت بے ایمانی سے محفوظ رہتی ہے۔ دوسری انجمنوں میں کھانے والے زیادہ ہوتے ہیں اس لئے روپیہ نظر نہیں آتا۔ ہم بے ایمانی کو پوری طرح روک تو نہیں سکتے۔ لیکن

جماعت کی اکثریت

خدا تعالےٰ کے فضل سے ایسی ہے۔ جو ایماندار ہے۔ اور اگر ایماندار نہیں۔ تو اس میں اتنی غیرت ضرور ہے کہ جماعت کا روپیہ نہیں کھاتا چنانچہ دیکھ لو۔ سیکرٹریان مال ہمارے ملازم نہیں۔ لیکن وہ روپیہ جمع کرتے ہیں۔ اور یہاں بحفاظت پہنچاتے ہیں۔ یہ مثال اور کہیں بھی نہیں پائی جاتی۔ کہ سینکڑوں روپے غریبوں کے پاس جمع ہوں۔ اور وہ ملازم بھی نہ ہوں۔ لیکن روپیہ بحفاظت مرکز میں پہونچ جاتا ہو۔ صرف چند مثالیں ایسی ملی ہیں۔ کہ انہوں نے روپیہ کسی حد تک خرد برد کر لیا لیکن ایک بھی مثال ایسی نہیں تھی۔ کہ کسی نے سارا روپیہ کھا لیا ہو یا پھرا سے واپس نہ کیا ہو۔ ایک دفعہ ایک غریب آدمی تھا۔ اس نے کچھ روپیہ کھا لیا۔ اس کے پاس کچھ زمین تھی۔ جب وہ پکڑا گیا۔ تو اس نے کہا۔ میری غلطی ہے۔ اس وقت روپیہ تو نہیں۔ زمین میرے پاس ہے۔ وہی لے لیں۔ وہ اپنا روپیہ پورا کر لیں۔ پس اگر جماعت میں اس قسم کے غلطی کرنے والے ملتے بھی ہیں تو وہ بھی سلسلہ کی رقم کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں اس قسم کی

متعدد مثالیں

ملتی جاتی ہیں۔ اور وہ قومی مثالوں کو قومیں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ جب یہاں سے نظارت نے یہ نوٹس دیا کہ سال ختم ہو رہا ہے۔ تم روپیہ جلدی بھیجو۔ تو سیکرٹری مال نے روپیہ اپنے پاس سے بھیجدیا۔ اور خود چندہ بعد میں جمع کیا۔ غرض ہم میں قربانی کرنے والے دوسروں سے زیادہ ہیں۔ اس لئے ہم باوجود کمزور ہونے کے اچھا نمونہ دکھا سکتے ہیں کراچی کی جماعت کو دیکھ لو۔ وہ چھوٹی سی جماعت ہے۔ لیکن انہوں نے مشرقی پاکستان کے مصیبت زدوں کے لئے پانچ ہزار روپیہ کی رقم دی ہے۔ اس سے پہلے وہ کئی اور اخراجات بھی برداشت کر رہے ہیں۔ پھر بھی انہوں نے قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ پس جماعت کے تمام دوستوں کو چاہیئے وہ زمیندار ہوں۔ پیشہ ور ہوں یا ملازم ہوں۔ میں نصیحت کرتا ہوں۔ وہ اس موقعہ پر چندہ جمع کر کے اپنی

حب الوطنی کا ثبوت

دیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ حب الوطن من الایمان یعنی حب الوطنی بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔ اگر تم ان مصائب میں حصہ نہیں لیتے۔ تو جب لڑائی کا سوال پیش آئے گا۔ تو تم کیا کرو گے۔ پارٹیشن کے موقعہ پر جو حالات بگڑے تھے۔ وہ صرف سکھوں کی وجہ سے ہی نہیں تھے۔ بلکہ بعض جگہوں پر مسلمانوں کی وجہ سے بھی حالات بگڑ گئے تھے۔ مجھے کئی لوگوں نے بتایا۔ کہ ہم سے قسمیں لی گئی تھیں۔ کہ تم نے فلاں جگہ کے مسلمانوں کی مدد نہیں کرنی۔ چنانچہ مسلمانوں کے گاؤں لُٹ رہے تھے۔ لیکن دوسرے مسلمانوں نے انہیں بچایا نہیں۔ پھر خود ان پر حملہ کر کے سکھوں نے انہیں تباہ کر دیا۔ پس پیشتر اس کے کہ دشمن تمہیں پارہ پارہ کر کے مارے۔ تم اپنے اندر حب الوطنی کا احساس پیدا کرو۔ ہمارے علاقہ کی مختلف اقوام کے افراد میں ابھی

قومیت کا احساس

پایا جاتا ہے۔ ایک کہتا ہے میں جٹ ہوں میں صرف کسی جٹ کو ہی اپنی لڑکی دوں گا۔ دوسرا کہتا ہے۔ میں آرائیں ہوں۔ اس لئے میں کسی غیر آرائیں کو لڑکی نہیں دوں گا۔ اب دیکھو یہ ایک خیال ہی ہے جو قائم کر لیا گیا ہے۔ حالانکہ اس خیال میں کوئی حقیقت نہیں کیونکہ جٹ قوم بحیثیت جٹ کسی منظم حکومت میں دوسروں کی کوئی مدد نہیں کر سکی۔ اسی طرح آرائیں قوم بحیثیت آرائیں کسی منظم حکومت میں آرائیوں کی کوئی مدد نہیں کر سکی۔ لیکن وطنی طور پر مل کے ایسا کر سکتے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔ کیونکہ اسی صورت میں انہیں قانون اٹھا رہا ہوتا ہے۔ مثلاً ایسٹ پاکستان پر حملہ ہو جائے تو ویسٹ پاکستان کے باشندوں کو حکومت مجبور کرے گی کہ وہ دشمن کا مقابلہ کریں۔ لیکن اگر کسی جٹ پر حملہ ہو۔ تو دوسرے جٹ کو مدد کرنے پر حکومت مجبور نہیں کرے گی۔ مثلاً چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب جٹ قوم سے ہیں۔ لیکن جب ان پر حملہ ہوتا ہے۔ تو جٹ قوم کے دوسرے افراد کو ان کی مدد کا کوئی خیال بھی نہیں آتا۔ وہ اپنی قوم کی تباہی دیکھتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ایک دوسرے کی مدد کا خیال نہیں کرتے۔ لیکن اگر ایسٹ پاکستان پر حملہ ہو جائے۔ تو کیا تم سمجھتے ہو کہ حکومت چپ کر کے بیٹھ رہے گی۔ وہ تم پر زائد ٹیکس لگائے گی۔ وہ جبری بھرتیاں کرے گی وہ ریلوں اور سڑکوں پر قبضہ کرے گی۔ وہ تمہارے سفروں پر پابندی لگا دے گی۔ اور جا ہے تم ننگے پھرو وہ کپڑے پر قبضہ کرے گی۔ اس لئے کہ ایسٹ پاکستان ہماری

وطنیت کا حصہ

ہے۔ اور وطنیت کا جذبہ قومیت کے جذبہ سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے پیچھے حکومت ہوتی ہے۔ یہ جذبہ اگر ہم اپنے اندر پیدا کر لیں۔ تو دیکھو ہمارے اندر دوسروں کی ہمدردی اور قربانی کا مادہ کس قدر پیدا ہو جائے گا

پاکستان ایک نیا ملک ہے۔ اس کے اندر بعض چیزیں آہستہ آہستہ پیدا ہونگی مثلاً اب مشرقی پاکستان میں سیلاب آیا ہے اگر ہمارے ملک کے لوگ ان کی بھائی سمجھ کر مدد کریں۔ تو جب بچے اپنے ماں باپ کو مدد کرتے دیکھیں گے۔ تو انہیں بنگالیوں کی تکلیف دیکھ کر خود بخود ان سے ہمدردی پیدا ہو جائے گی۔ پس جب تم سب تزمین اس چندہ کے لئے وعدے کرو اور پھر ان وعدوں جلد ادا کر دو۔ چھ سات ماہ تک ادائیگی کو لیٹ نہ کر دیا جائے کیونکہ اس وقت تک اس رقم کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ اگر کوئی شخص غرق ہو رہا ہو۔ تو یہ نہیں ہوتا۔ کہ دیکھنے والا کہے۔ کہ میں پہلے تیراکی کے فن میں مہارت حاصل کر لوں۔ پھر اس غرق ہونے والے کی مدد کروں گا۔ بلکہ اس وقت جس کسی کو تیرنا آتا ہو۔ وہ اس کی مدد کے لئے کود پڑتا ہے اسی طرح اس مصیبت میں بھی

لمبا وعدہ درست نہیں

جو کچھ دینا ہے دس پندرہ دن کے اندر ادا کر دو۔ صدر انجمن احمدیہ کو چاہیئے کہ وہ اس تحریک کے متعلق دس پندرہ دن تک الفضل میں چوکھٹے کے اندر اعلان شائع کرے۔ اور دوستوں کو تحریک کرے کہ جو کچھ میسر ہے دے دو۔ چاہے دو ہزار روپیہ اکٹھا ہو یا دس بیس ہزار روپیہ اکٹھا ہو۔ اگر وہ وقت پر قوم کے کام آ جائے۔ تو تم قوم اور خدا کے سامنے شرمندہ نہیں ہو گے۔ تم قوم کے سامنے یہ کہہ سکو گے کہ وقت پر ہم نے اپنے آپ کو پاکستانی ثابت کر دیا ہے۔ اور

خدا تعالےٰ کے سامنے

بھی یہ کہہ سکو گے۔ کہ جب تیرے بندے تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ تو ہم نے انکی تکلیف کے ازالہ میں ان کی پوری امداد کی)
(الفضل ۱۴؍۹؍۵۴)

تشکر

خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اور نیز بزرگوں اور درویشوں کی دعاؤں سے مجھے ۲۱ ستمبر ۱۹۵۴ء بروز سوموار بوقت ۹ بجے صبح فرزند عطا کیا ہے اس پر میں خدا تعالیٰ کا جس قدر بھی شکریہ ادا کروں کم ہے کہ جس نے مجھے اس عمر میں ایک اچھے اور نیک خاندان کے ساتھ وابستگی عطا فرمائی جنہوں نے میری عدم موجودگی میں اپنی دو لکھی پڑھی نیک بخت لڑکیاں میرے عقد میں دینا پسند کیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ میرے بچہ کی ولادت پر ہندوستان و پاکستان کے بہت سے دوستوں نے مبارکباد کے خطوط کے ذریعہ اپنی دلی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ہماری خوشی میں شرکت فرمائی ہے۔ خصوصاً قادیان کے درویشوں اور قادیان کے سکھ و ہندو بھائیوں نے اس موقعہ پر بذریعہ تار و خطوط کے جو مبارکباد کا مظاہرہ کیا ہے اس کو میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ ماشاء اللہ تعالیٰ انکو انکی اس نیکی و ہمدردی کا بہتر بدلہ و جزا دے۔ چونکہ میں ان دوستوں کا فرداً فرداً شکریہ ادا نہیں کر سکتا تھا۔ اس واسطے بذریعہ اخبار انکی ہمدردی و مبارکباد کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خصوصاً ان غیر مسلم دوستوں کا جنہوں نے میری خوشی کو اپنی خوشی سمجھتے ہوئے محض ان تعلقات کی بنا پر جو ایک شہری کو دوسرے شہری سے ہوتے ہیں بچہ کی ولادت کی خبر سنتے ہی میرا ایڈریس کا پتہ لیکر مجھے دہلی تاروں و خطوط سے مبارکباد کے پیغامات بھیجے ہیں

آخر میں تمام دوستوں اور بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مولود مسعود کو عمر والا خادم دین و قوم بنا دے اور ملک کے لئے اس کا وجود ایک مفید وجود ثابت ہو۔ ابھی بچہ و زوجہ مشن ہسپتال دہلی میں ہیں دعا فرمادیں کہ خدا تعالےٰ انکو اپنی امان سے اور صحت و سلامتی سے رکھتے ہوئے جلدی ہسپتال سے رخصتی درج کروا دے۔ اللہم آمین

میرے والدین

از مکرم مولوی عبدالقدیر صاحب شاہد مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم گولڈ کوسٹ

۲۹ جون ۱۹۵۷ء کو میری والدہ محترمہ نیرہ بیگم صاحبہؓ نے ربوہ میں اور ۲۴ جولائی کو میرے والد محترم "مولا بخش صاحب درویش" نے قادیان میں وفات پائی۔ گویا ایک ماہ کے اندر ہم ماں اور باپ دونوں کے سایہ سے محروم ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میرے والدین نجیب آباد کے رہنے والے تھے۔ بالکل نوجوانی کی عمر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی خبر پا کر حضرت اقدس کی بذریعہ خط بیعت کا شرف حاصل ہؤا۔

۱۹۰۸ء میں اپنے آبائی وطن کو خیرباد کہکر قادیان آ گئے۔ پھر یہ دلی اور اس کے مکیں ایسے لپٹ آئے کہ پرانے وطن کی یاد تک بھول گئی۔

والدین کو خاندان مسیح موعود سے سچی محبت تھی۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذرہ نوازی کا یہ عالم تھا کہ قادیان میں حضرت ام المومنینؓ جب بہشتی مقبرہ تشریف لے جاتیں تو از راہ کرم ہم خادموں کے گھر کو بھی برکت دیتیں اور گھر میں تشریف لاتے ہی اپنی خادمہ "نیرہ" کو آواز دیتیں۔ خدا تعالیٰ نے اس خادمہ کو موت کے بعد بھی اپنی محسنہ سیدہ یعنی حضرت ام المومنینؓ کے قرب میں جگہ دی۔

والد صاحب میں میں نے دو اور چیزوں کے لئے عشق اور سچی محبت دیکھی اور یہ مسجد مبارک اور بہشتی مقبرہ (قادیان تھے) نمازوں میں والد صاحب مجھے مسجد مبارک کی پہلی صف کے بائیں کنارہ پر نظر آتے اور میں نے انہیں ہر صبح بہشتی مقبرہ جاتے یا واپس آتے ہوئے دیکھا۔ پھر ان چیزوں کی محبت اپنی اولاد میں پیدا کرنے اور دین کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔

والد صاحب اگرچہ ناخواندہ تھے لیکن حافظہ خدا نے بہت اچھا عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ بہت سی آیات قرآنیہ کا اردو۔ فارسی اور عربی کے اشعار اور حضرت مسیح موعود کی تحریرات زبانی یاد تھیں۔ نیز دینی اور علمی مجالس سے خاص شغف تھا۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب، حضرت مولوی سرور شاہ صاحب۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحب اور حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہم سے بہت استفادہ کیا۔ اور ان بزرگان سے عقیدت کی وجہ سے وقت کا ایک بڑا حصہ ان کی مجالس میں گفتار سنتے بالخصوص حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں۔ پھر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی "مجلس علم و عرفان" میں باقاعدہ حاضر ہوتے اور اپنی اولاد کو ہمیشہ حضرت امیر المومنین کا مقام سمجھنے کی کوشش کرنے اور حضرت اقدس کے سچے خادم بننے کی تلقین فرماتے رہتے۔

تقسیم ہند و پاکستان کے بعد جب ناگزیر حالات میں اکثر احمدیوں کو مجبوراً اپنا پیارا مرکز چھوڑنا پڑا والد صاحب قادیان کو کسی قیمت پر بھی چھوڑنے کو تیار نہ ہوئے۔ چنانچہ والد صاحب کا پاکستان کے لئے اجازت نامہ حاصل کر لیا گیا۔ اور والد صاحب کو زبردستی بورڈنگ ہاؤس سکول تک لے گئے جہاں "کانوائے" کھڑا تھا۔ جب ہم نے ضروری سامان ٹرک میں رکھا اور والد صاحب کو چڑھانے کے لئے دیکھنے لگے تو والد صاحب کہیں نظر نہ آئے گھر واپس آنے پر دیکھا کہ آپ اپنے کمرہ میں پلنگ پر لیٹے ہوئے ہیں۔ اور ہمیں دیکھ کر فرمایا کہ "میں نے ساری عمر قادیان اور بہشتی مقبرہ کے لئے گذاری۔ اب جب میرا آخری وقت آیا ہے۔ تو مجھے کیوں یہاں سے دور لے جانے کی کوشش کرتے ہو؟"

قادیان میں درویشی کے زمانہ میں پیرانہ سالی کے باوجود جس ہمت اور جانفشانی کا نیک نمونہ والد صاحب نے دکھایا وہ قادیان میں رہنے والے اور وہاں جلسہ سالانہ کے مواقع پر جانے والے احباب جانتے ہیں۔ دسمبر ۱۹۵۱ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر مجھے قادیان جانے اور والد صاحب کی آخری ملاقات کا موقع ملا۔

والد صاحب روزانہ رات کو ایک اور دو بجے کے درمیان اٹھ کر نماز تہجد ادا کرتے اور اس کے بعد باقی احباب کو نماز تہجد کے لئے جگانے چلے جاتے۔ ایک رات کو جب آپ کی الارم والی گھڑی نے جو بجائے گھنٹی کے ساز کی آواز نکالتی تھی بجنا شروع کیا تو میں نے ہنستے ہوئے کہا کہ ابا جی آپ کی گھڑی تو بجائے جگانے کے اور گہری نیند سلانے والی ہے۔ اس پر فرمایا کہ اس گھڑی کی طرح دنیا دنیادار لوگوں کو سلاتی ہے لیکن دیندار لوگوں کو چوکنا کر دیتی ہے اس لئے دنیا کے میٹھے ساز کے دھوکہ میں کبھی نہ آنا۔

والد صاحب کی وفات کے متعلق قادیان کی اطلاعات سے معلوم ہؤا ہے کہ ایک روز حسب عادت نماز تہجد کے لئے جگانے اٹھے لیکن غلطی سے قبل از وقت ۱۱ بجے رات کو جگانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ کمزوری کی وجہ سے دہلیز پر گر گئے اور پھر اٹھ نہ سکے کسی وقت کو معلوم ہؤا تو وہ اٹھا کر گھر لے گیا۔ لیکن فالج کا حملہ ہو چکا تھا۔ چنانچہ ہسپتال میں کئی ماہ تک بیمار رہنے کے بعد اپنے حقیقی مالک اور پیارے خالق سے جا ملے۔

والدین کی وفات کے صدمہ میں پاکستان و ہندوستان۔ نائیجیریا اور گولڈ کوسٹ کے جن بزرگوں اور احباب نے میرے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا اظہار کیا ہے ان کا میں دلی طور پر ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ میں تمام بزرگان سلسلہ اور احباب سے دعا کا خواستگار ہوں کہ اللہ تعالیٰ والدین کے درجات بلند کرے اور اپنی رحمتوں کی بارش کرے۔ اور ان کی ساری اولاد کو نیک اور متقی اور اسلام کا خادم بنائے۔

(الفضل ۱۶ / ۹ / ۵۷)

ہماری تحریک جدید

۱۹۳۴ء میں نام نہاد جماعت احرار نے جماعت عالیہ احمدیہ کے خلاف جو مخالفت کا طوفان بے تمیزی اٹھایا جب وہ حد سے بڑھ گیا تو ہمارے امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ہی کو خدا تعالیٰ نے کلمتہ اللہ فرمایا۔ نیز یہ کہ اس کے وجود سے گویا خود خدا تعالیٰ آسمان سے اترا آیا نے اپنی خداداد استعداد کی برکت سے جیسا کہ بعد کے حالات سے ثابت ہو گیا کہ خود خدا تعالیٰ نے اپنی مشیت کے مطابق تحریک جدید کا اجراء فرمایا۔ اس تحریک کی گوناگوں برکتیں جماعت کے ہر فرد بلکہ مخالفوں کی آنکھوں کے سامنے ہیں آج احمدیت کی جس قدر تبلیغ دنیا کے کناروں تک ہو رہی ہے۔ جو تراجم قرآن مجید کے غیر زبانوں میں ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔ اور غیر ممالک میں اسلامی لٹریچر شائع کیا جا رہا ہے اور اپنے اور غیر ممالک کے واقفین کو تعلیم دلائی جا رہی ہے اور نئے نئے مشن کھل رہے ہیں۔ یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں۔ یہ سب کیا ہے۔ صرف اور صرف اسی تحریک کی برکت ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب بندہ کے ہاتھوں قائم فرمایا۔ اور آج بے شمار مردہ روحوں کو زندگی کا سانس میسر ہے اور انہیں مردہ روحوں میں سے آج کئی ایک زندگی پا کر اس راہ میں زندگی وقف کر کے دوسروں کی زندگی کے سامان پیدا کر رہے ہیں۔

تحریک جدید کو جاری ہوئے تیئیس سال ختم ہونے کو ہیں اور اس کی برکات ساری دنیا میں پھیل چکی ہیں۔ اور کفر کے گڑھ اس کی ہیبت سے تھرا رہے ہیں۔ اس راہ میں زندگی وقف کرنے والے مجاہدین اپنی اپنی جگہ اس جہاد اکبر میں مشغول ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ لڑنے والے سپاہی کے پاس جب ہتھیار اور گولہ بارود نہ ہوگا تو وہ دشمن کے سامنے کھڑا ہی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے دیگر مجاہدین جو کہ اپنے مال کو خرچ کر کے انکے لئے سامان پیدا کر رہے ہیں اگر وہ اپنی ڈیوٹی میں سست ہو جائیں تو اول تو آئندہ وہ اس میں ترقی نہیں کر سکتے دوسرے پہلے کا کیا کرایا کام سب کا سب اکارت جاتا ہے۔

اے دوستو! جنہوں نے اپنی مرضی سے عظیم الشان کام کو اپنے ذمہ لیا ہے وہ اپنے فرض کو محسوس کریں۔ اور اپنے مجاہد بھائیوں کو مناسب سامان مہیا کریں تا وہ اس کام کو چلا بھی سکیں اور ترقی بھی دیں۔ آج دنیا زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے۔ اور صرف اور صرف احمدی جماعت ہی ہے جس نے خدا تعالیٰ کی آواز کو قبول کر کے مخلوق خدا کو زندگی کی راہ پر گامزن کیا ہے۔

پس تحریک جدید کا یہ سال ختم ہو رہا ہے اور نئے سال کا آغاز ہونے والا ہے۔ قبل اس کے کہ ہمارا امام نئے سال کا افتتاح فرما دے ہم اپنے سابقہ بقایوں کو جلد از جلد ادا کر دیں اور نئے سال کے وعدوں کیلئے اپنے آپ کو تیار کر لیں۔ دفتر وکیل المال تحریک جدید کی طرف سے ہر مجاہد کو اسکے بقایا کی اطلاع دی جا چکی ہے۔ اور ہر سیکرٹریان مال کو بھی ان کی جماعت کے وعدہ کنندگان کے بقایاجات سے آگاہ کیا جا چکا ہے۔ اب بقایا ادا کرنے میں آپکو کونسی چیز حائل ہے۔ جبکہ بار بار آپ کو یاد دہانی کرائی جا چکی ہے۔ اور آپ کے فرض کی طرف آپ کو توجہ دلائی جا چکی ہے۔

بہت سے احباب نے اپنے وعدہ کی ادائیگی کا وقت آخر سال لکھوایا تھا۔ سو ایسے احباب کو معلوم ہو کہ اب سال کا آخر آ گیا ہے۔ آپ فوری طور پر اپنا وعدہ سو فی صدی ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں سیکرٹریان مال کی خدمت میں بھی گذارش کی جاتی ہے کہ وہ اپنے کام پر سلسلے کے کام کو ترجیح دے کر بقایا کی وصولی کی پوری پوری کوشش فرما دیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو دوہرا ثواب حاصل کرنے کا موقعہ مل گیا ہے۔ آپ پر خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ ایک تو اپنا مال خرچ کر کے ثواب حاصل کر رہے ہیں دوسرے اپنا وقت خرچ کر کے ثواب لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ فقط

والسلام

وکیل المال تحریک جدید قادیان

شذرات

ذبیحہ گاؤ۔ دہلی اسمبلی و بنگال اسمبلی کی نظر میں!

(۱) ۱۷ ستمبر کو دہلی ریاستی اسمبلی نے دہلی سٹیٹ میں ذبیحہ گاؤ پر پابندی لگانے کے متعلق ایک غیر سرکاری بل کو کثرت آراء سے رد کر دیا۔ ہندیا ملٹے چودھری برہم پرکاش نے کہا کہ یہ انتخابی سٹنٹ ہے۔ دہلی میونسپل کمیٹی گئو ہتیا کے سلسلہ میں پہلے ہی فیصلہ کر چکی ہے۔ مذہب مخالف نے پہلے بھی اس مسئلہ کو انتخابی سٹنٹ بنایا تھا۔ اب پھر اسے بطور سٹنٹ استعمال کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

(۲) ۱۷ ستمبر۔ کلکتہ۔ جن سنگھ اور ہندو مہا سبھا کے ممبران کے علاوہ مغربی بنگال اسمبلی کے تمام ممبران نے اتفاق رائے سے گاؤ کشی کے خلاف مہم چلانے والوں سے مطالبہ کیا کہ فرقہ وارانہ امن اور آشتی کی خاطر اس تحریک کو واپس لیا جائے۔ مقررین نے کہا کوئی ایسی بات نہ کی جائے۔ جس سے ریاست کی غیر مذہبی نوعیت کو سخت نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ کمیونسٹ لیڈر نے کہا کہ اس مہم کا مقصد تحفظ گائے نہیں۔ بلکہ اس سے اپنے مفاد کو حاصل کرنا ہے۔

چھوت چھات اور جہالت

گذشتہ دنوں لوک سبھا (ہند پارلیمنٹ) میں ڈاکٹر امبیدکر نے کہا کہ طور پر کہا کہ اچھوت کئی ہزار سال سے ہندو تہذیب کی پیداوار ہیں۔ راج کوٹ (راجستھان) کی تازہ خبر ہے کہ تین ہریجنوں کو اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نے اس شبہ میں سخت ایذا دی کہ انہوں نے جادو کے زور سے دو بچوں کو مار ڈالا ہے۔ کچھ لوگ بروقت مداخلت نہ کرتے تو شاید ہریجنوں کو مار ڈالا جاتا۔ ہندیا ملٹے نے اس واقعہ کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ان لوگوں کے خلاف مقدمہ چلایا جائے گا۔ سرپنچ کو بھی شریک جرم بتایا جاتا ہے۔

یہ واقعہ نہایت افسوسناک ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ کو ایسی جہالت کے دور کرنے کے لئے خاص طور پر کوشش کرنی چاہیئے۔ صرف قانون کے زور سے ایسی جاہلانہ باتیں دور نہیں ہو سکتیں۔

جہالت اور توہم پرستی کا ایک اور تازہ واقعہ سن لیجئے۔ ڈبرو گڑھ کی خبر ہے کہ دریائے برہم پترا اب آہستہ آہستہ مارواڑی پٹی کو لپیٹ میں لے رہا ہے۔ اس لئے مارواڑی دریا میں آٹا۔ دودھ اور چاول پھینکے جا رہے ہیں تاکہ دریا کے امنڈتے ہوئے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کیا جا سکے۔

یہ ایک امیر ترین طبقہ کا حال ہے مایسا ہی با اثر طبقہ ہمیشہ انتخابات میں اپنے اثر و رسوخ سے بہت کچھ کر گزرتا ہے۔ کاش پبلک ادارے اور حکومت کم علمی اور توہمات کے رفع کرنے کے لئے بھی خاص طور پر کوئی منصوبہ بنائے۔

بھارت ہندوؤں کا؟

جب تک بھارت میں ایسے تعصب زدہ طبقات باقی رہیں گے۔ جو بھارت کو صرف ہندوؤں کا دیش تصور کریں گے۔ فرقہ وارانہ فسادات کے ختم کرنے کی کوئی سکیم شاید ہی منڈھے چڑھ سکے۔ روزنامہ پرتاپ جالندھر بھارت کے سیکولرازم کی تشریح کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

"انہیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ دیش ہندوؤں کا دیش ہے۔"

(۲۲/۹/۵۶ ص ۳)

مسلمانوں کی جائداد اور پناہ گزین

پاکستان سے آنے والے پناہ گزینوں کو معاوضہ دینے کے متعلق بھارت پارلیمنٹ (لوک سبھا) میں غور ہو رہا تھا کہ مسز سوچیتا کرپلانی نے حکومت کے متعلق کہا کہ وہ مسلم نکاسیوں سے انصاف کرنے کیلئے شرناتھیوں کے مفادات کو نظر انداز کر رہی ہے۔ اور اب دس ہزار تک درخواستیں مسلمانوں کی طرف سے بحالی جائداد کے لئے موصول ہوئی ہیں اگر ان کی جائدادیں بحال کر دی گئیں۔ تو شرنارتھیوں کو دیئے جانے والے معاوضہ کی رقم میں کمی واقع ہو جائے گی۔

ہم پہلے بھی حکومت کو توجہ دلا چکے ہیں۔ کہ بھارت نواسیوں میں سے ایک طبقہ مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق سے محروم کرنے کے لئے جائز و ناجائز کے اشتیاق سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔ مسز کرپلانی کا مذکورہ بیان اس امر کی واضح مثال ہے۔ پارلیمنٹ میں ذمہ دار شخص کی طرف سے ایسے بیان کا لازمی نتیجہ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ پناہ گزینوں کے جذبات مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ ہو جائیں اور وہ سمجھیں کہ ان کے معاوضہ میں روڑے اٹکانے والے مسلمان ہیں۔ ہم اس امر کے حق میں ہیں کہ پناہ گزینوں کے نقصانات کا خیال رکھا جائے ان کی تلافی کے لئے خواہ زائد ٹیکس لگائے جائیں ہم ان کو خوشی برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ پناہ گزین جو ہمارے بھائی بند ہیں ان کی تکلیف ہماری اپنی تکلیف ہے۔ ان کی بحالی اور ترقی ہمارے ملک کی ترقی کا باعث ہوگی۔ لیکن یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ وہ مسلمان جو بھارت کے باشندے ہیں۔ محض اس لئے اپنی املاک سے محروم رہ جائیں کہ فسادات ۱۹۴۷ء میں اپنی عزت ناموس اور جان کی حفاظت کے لئے وہ اپنے مکانوں سے نکل کر کسی دوسرے حصہ شہر میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے اور ان کی غیر حاضری میں پناہ گزین ان کی املاک و مکانات پر قابض ہو گئے۔ ہم عوام کے سمجھدار طبقہ اور حکومت سے ہرگز ایسی بے انصافی کی توقع نہیں رکھتے۔ البتہ اگر کسی مسلمان نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور اسے محروم کیا جاتا ہے تو یہ اس کا حق نہیں اور نہ اُسے اس پر اصرار کرنا چاہیئے۔

وزیر اعظم برما۔ صد تحسین و صد مرحبا!

ملک برما کے بدھ مذہب کے پیرو بھکشوؤں نے یہ فتنہ برپا کیا کہ سرکاری مدارس میں مسلمانوں کو مذہبی تعلیم کی اجازت نہ دی جائے۔ وزیر اعظم برما نے اس جذبہ کی بودوبیت و مساوات کی ڈٹ کر جیسی حیثیت رکھتا تھا۔ شدید مزاحمت کی اور یہ اعلان کیا کہ یا تو کسی مذہب کی بھی تعلیم سرکاری مدارس میں نہ دی جائے گی یا دیگر مذاہب کی بھی تعلیم دی جائے گی۔ ورنہ وہ مستعفی ہو جائیں گے۔ اب آپ نے اس بنا پر استعفیٰ واپس لے لیا ہے کہ بھکشوؤں نے یہ مان لیا ہے کہ بدھ مذہب کی تعلیم کے ساتھ دیگر مذاہب کی تعلیم کے انتظامات بھی مدارس میں کر دیئے جائیں۔ وزیر اعظم موصوف کا یہ جذبہ اور یہ اقدام دمزاحمت لائق صد تحسین و توصیف ہے۔ اور بہت سے دیگر ممالک کے لئے قابل تقلید۔

خصوصی شادی بل

لوک سبھا اور راجیہ سبھا نے حال ہی میں خصوصی شادی بل پاس کیا ہے جس کی رو سے ایک خاص عمر کے بعد جوان لڑکی اور لڑکا ولی کی مرضی کے بغیر شادی کر سکتے ہیں۔ اور اس میں کسی مذہب کی قید نہیں۔ اس بحث کے دوران میں پنڈت نہرو نے کہا کہ پرسنل لاء کو اس قدر ڈیفینڈ کیا جا رہا ہے کہ سوسائٹی کی معمولی معمولی باتوں پر اس کا اطلاق ہو۔ اور یہ کہ پرسنل لاء اسلام کا حصہ نہیں۔

ہمیں خاص طور پر تعجب ہے کہ یہ کیونکر کہا گیا کہ پرسنل لاء اسلام کا حصہ نہیں۔ وراثت نکاح۔ طلاق وغیرہ کے تمام احکام ہماری شریعت کا حصہ ہیں۔ اور قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ ہمارے مذہب کی رو سے اول تو بغیر ولی کی اجازت سے کوئی نوجوان لڑکی شادی کرے گی تو اُسے لغو سمجھا جائے گا۔ دوسرے ایک مسلمان لڑکی کی کسی غیر مسلم سے شادی کرنے کی اجازت نہیں۔ ان دو باتوں کے مدنظر ضروری تھا کہ یہ بل صرف غیر مسلموں تک کے لئے محدود رکھا جاتا کیونکہ جو اپنی سماج سُدھار کے لئے کوشاں ہیں۔ اور ان کے ہاں پرسنل لاء کا مفید حصہ موجود نہیں۔ نیز گذشتہ دنوں دہلی میں سکندر شرما کے معاملہ کی وجہ سے جو ہنگامہ برپا ہوا اس کے مدنظر بھی بین الفرق شادی کی اجازت نہ دینی چاہیئے تھی۔ ورنہ یہ امر فرقہ وارانہ فضاء کو مکدر کرنے کا موجب ہوگا۔

تقرر انسپکٹر بیت المال

مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو انسپکٹر بیت المال مقرر کیا گیا ہے۔ مولوی صاحب موصوف دہلی سے قادیان آرہے ہیں راستہ میں وہ بعض جماعتہائے احمدیہ میں ٹھہریں گے۔ اور جماعتوں کی تربیت و اصلاح کے علاوہ وصولی چندہ جات کیلئے بھی کوشش فرمادیں گے جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کر کے ممنون فرمادیں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

امداد سیلاب زدگان

مکرم محترم جناب حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آباد دکن نے پیشتر ازیں بطور امداد سیلاب زدگان ۵۰ روپے دیئے تھے۔ اب آپ نے مزید ۵۰ روپے دیئے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

احباب اس پرچہ میں حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ پڑھ رہے ہیں۔ ان علاقوں میں جہاں بھارت میں سیلاب آئے ہیں قریب کے احمدی احباب کا فرض ہے کہ خلق خدا کی ہمدردی اور مالی اعانت کر کے ثواب حاصل کریں۔

ناظر بیت المال قادیان

تعزیت۔ افسوس کہ جناب محمد بشیر صاحب سہگل مالک یونیورسل ۴۲ ہوم ٹریڈ نگ جنس کلکتہ کی ہمشیرہ بیگم ہمشیرہ سہگل ہوم جوانی ضرور وفات ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو اقارب کیلئے جزاء کا موجب بنائے۔ اور دادی کو صبر جمیل عطا کرے ان کو بچہ لقمان عمر ۲ سال بھی اسی مرض میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ کی شفا کے موجب ہو۔ احباب دعا فرمائیں۔

اخبار عالم احمدیت

رئیس التبلیغ انڈونیشیا مکرم سید شاہ محمد صاحب کے اعزاز میں ٹی پارٹی

قادیان ۲۰ ستمبر۔ بوقت ساڑھے پانچ بجے لوکل انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے جناب سید شاہ محمد صاحب مبلغ انڈونیشیا کے اعزاز میں ٹی پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ جس میں مقامی اصحاب میں سے چیدہ چیدہ احباب کو بھی مدعو کیا گیا۔ دو ویشانہ ضیافت کے بعد صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی صدارت میں خلوص و محبت کے اظہار کی تقریب اس طرح منائی گئی کہ

تلاوت قرآن کریم مکرم حافظ سخاوت علی صاحب نے کی۔ اور مکرم ماسٹر محمد شفیع صاحب نے ذیل کلیان سے اپنی ایک نظم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مدح اور حضور کے سنہری کارناموں پر مشتمل تھی خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ اور جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نے ایڈریس پیش کیا۔ جس میں آپ نے اپنے معزز مہمان کے قادیان کے وردِ مسعود پر خیر مقدم کرتے ہوئے اپنے وطن سے دور دراز ملک میں اٹھارہ سال خدمت دینیہ کی توفیق پانے پر مبارکباد پیش کی۔ اور مختصر طور پر انڈونیشیا میں آپ ہی کی نگرانی میں جماعت احمدیہ کی مخلصانہ خدمات اور ترقی کی طرف اٹھتے قدموں کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ کس طرح ہمارے محبوب آقا نے سرزمین انڈونیشیا سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا۔ اور اپنے ایک لخت جگر کو ان کے اہل سمیت اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے بھیجا۔ بالآخر جناب ملک صاحب نے لوکل کی طرف سے دعا کی درخواست کی کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو خدمت دین کی بڑھ چڑھ کر توفیق دے۔ آمین۔ ایڈریس مفصل طور پر قدرے عجلت میں ملاحظہ فرمائیں۔

ایڈریس کا جواب
مولوی سید شاہ محمد صاحب کی تقریر

ایڈریس کے جواب کے لئے جناب سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا کھڑے ہوئے تشہد و تعوذ کے بعد جب حاضرین سے خطاب کرنے لگے تو مانی کی وجہ سے آپ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ وہ اپنے جذبات کو روک نہ سکے بغیر اس کے کہ زبان سے کچھ کہہ سکیں آنکھوں سے آنسو جاری تھے بہرحال طبیعت کو سنبھالتے ہوئے اس طرح مخاطب ہوئے:۔

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب!

محترم میرے بزرگو بھائیو۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آج سے اٹھارہ سال قبل جبکہ میں یہاں سے روانہ ہوا تھا اس وقت کا نقشہ آج پھر میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ جبکہ ایک ایسی ہی تقریب پر ہمارے مطاع و آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کرسی صدارت پر رونق افروز تھے۔ ایسی مجلس میں یقیناً حضور کا وجود ہی بابرکت ہوسکتا ہے

اس موقعہ پر حضور کا ایک لخت جگر ہم میں موجود ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایسی مجلس اسی پاک وجود سے ہی بابرکت ہوسکتی ہے جو اس وقت آپ سے جدا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے۔ اور وہ دن لائے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ پھر قادیان شریف میں جماعت کو پہلی طرح سے سیادت عطا فرمائے گا۔ خدا حضور کی زندگی میں وہ دن لائے کہ حضور اس مقدس مقام میں رونق افروز ہوں۔

میں آپ تمام احباب کا تہ دل سے شکرگزار ہوں۔ کہ آپ نے یہ تقریب پیدا فرمائی اور اس موقعہ پر میری عزت افزائی فرمائی۔ کہ میں آپ کے درمیان بیٹھ کر آپ کے ساتھ کچھ وقت اس بابرکت مجلس میں گزاروں۔ جس کی غرض محبت اور خلوص ہے اللہ تعالیٰ آپ سب احباب کو بہترین جزا دے اور اللہ وہ دن آپ کی زندگی میں لائے کہ تمام دنیا کے احمدی آپ سب کے لئے نہ صرف دعائیں کریں بلکہ مبارکباد کے تحفے دیں۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو توفیق مقدس مقام پر خدمت کی عطا کی ہے۔ اس پر جس قدر فخر کیا جائے کم ہے۔ میں اپنی طبیعت کے لحاظ سے پسند کرتا ہوں اور رشک کرتا ہوں کہ خدا مجھے بھی آپ جیسی زندگی عطا کرے۔ لیکن جس مقصد کے لئے مجھے حضور ایدہ اللہ کا ارشاد ہے میں اسی میں برکت اور سعادت سمجھتا ہوں۔ میں ابھی گھر گیا تھا۔ میں ساڑھے تین ماہ وہاں رہا۔ والد صاحب کی عمر ایک سو سے زائد والدہ صاحبہ کی عمر $\frac{85}{86}$ سال کی ہے میرے بھائی مانسہرہ میں مجسٹریٹ ہیں میں نے ان سے کہا تھا کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحت۔ عمر اور سلسلہ کی خدمت کی توفیق عطا کرے۔

جب تک حضور کا منشاء ہے کہ میں باہر رہوں اللہ تعالیٰ مجھے صحت سے خدمت کی توفیق دے اور جب میرا وقت آجائے تو اللہ مجھے قادیان پہنچا دے میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی طرح قادیان میں رہنے کی توفیق بخشے۔ آپ کی زندگی ہم سب کے لئے قابل رشک ہے۔ آنے والی نسلیں آپ پر فخر کریں گی۔ آپ کے لئے دعائیں کریں گی۔ آپ آٹھ سال سے خدا کی خاطر قربانی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہترین اجر اور اقبال عطا فرمائے۔

محترم ملک صاحب نے جو کچھ انڈونیشیا کی جماعت کے متعلق فرمایا اور اخبارون میں بھی آپ نے پڑھا ہوگا کہ انڈونیشیا کی جماعت اس وقت ایسی حالت میں سے گزر رہی ہے کہ حضور کی خاص توجہ اس طرف ہے۔ چنانچہ جیسے کہ ملک صاحب نے فرمایا۔ حضور نے اپنے ایک صاحبزادہ کو مبلغ بنا کر بھجوایا ہے۔ اور جماعت انڈونیشیا کو لکھا ہے کہ میں اپنی محبت کے اظہار کے لئے ان کو بھیج رہا ہوں یہ ظاہر ہے کہ ان کی آمد سے ہماری ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں ان سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہم سب مجاہدین کے لئے احباب دعا فرمائیں کہ ہماری خدمات جماعت کے لئے باعث فخر ہوں اور خدا ہماری کمزوریوں کو معاف فرمائے اور اپنے فرشتوں سے مدد فرمائے۔ ہم کمزور ہیں ہمارے مقابل پر عیسائی مشنوں کی حالت بادشاہوں جیسی ہے۔ صرف ایک جزیرہ سیلیبس پر وہ ½ کروڑ روپیہ سالانہ خرچ کر رہے ہیں۔ لیکن ہمارے بعض مبلغوں کو مکان بھی میسر نہیں۔ ہماری ایسی کمزوری حضور کی دعاؤں اور آپ کی دعاؤں سے دور ہوسکتی ہے۔ پس جہاں آپ ساری دنیا کے لئے دعائیں کریں وہاں مجاہدین انڈونیشیا اور ان کے خاندانوں کے لئے خاص دعائیں فرمائیں۔ تا جماعت انڈونیشیا مضبوط سے مضبوط تر ہو۔

جماعت انڈونیشیا کو اللہ تعالیٰ نے بعض دفعہ خدمت قوم وطن کے ایسے مواقع عطا فرمائے ہیں کہ ملکی لوگ ہمیں اپنا خیر خواہ سمجھتے ہیں۔ خود صدر جمہوریہ ڈاکٹر سکارنو کی خدمت میں سلسلہ کا لٹریچر پیش کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر بڑے بڑے لیڈروں کو پیغام احمدیت پہنچانے کی توفیق ملی ہے۔ اور یہ سب الٰہی اسباب تھے۔ ورنہ میں تو نہایت حقیر خادم سلسلہ ہوں اور اس قابل نہیں کہ مرکز کی نمائندگی کرسکوں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی شفقت اور رحمت سے کام کر رہا ہوں۔

بعض اوقات خیال کرتا ہوں کہ اب شاید نئی بیعت ہی نہیں ہوگی تو اللہ تعالیٰ خود جلد پیدا کر دیتا ہے اور سینکڑوں بیعتیں ہوجاتی ہیں۔

جب میں نے زندگی وقف کی تو حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب جو ہمارے ہم جد رشتہ دار تھے نے کہا۔

"بیٹے تم ایک عظیم الشان کام پر جا رہے ہو اور تمہیں اپنے دادا جیسی قربانی کرنی پڑے گی۔ حضرت اسمٰعیل نے اپنی جان قربانی کے لئے پیش کر دی تھی اور تمہیں" میں "کی قربانی کرنی پڑے گی اور یہ قربانی بہت بڑی ہے"

حضرت ام المومنین ؓ نے مجھے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ ہو جہاں آپکو سمندروں یا جنگلوں میں رکھا جائے اللہ تعالیٰ تمہیں محفوظ سے بچائے رکھے"

چنانچہ انڈونیشیا میں ایسا وقت بھی آیا جب بوریوں کے کپڑے پہنے جاتے اور پتے کھائے جاتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے تکالیف سے بچایا۔ اور یہ سب کچھ ان الفاظ کی برکت تھی جو اس مقدس وجود نے فرمائے تھے۔ یہاں اس وقت انڈونیشیا میں تبلیغی وسعت کی ضرورت ہے۔ ہمارے مالی حالات ایسے نہیں ورنہ سینکڑوں مبلغ وہاں کام کر سکتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دے تو کامیابی کی بہت امید ہے

پس احباب سے درخواست ہے کہ مجھے اور جملہ مبلغین کو دعاؤں میں یاد رکھیں اور میرا قادیان آنا میرے لئے اور تمام انڈونیشیا کے لئے اور سب احمدی بھائیوں کے لئے مفید بنائے۔

آپ سب نے اخلاص اور محبت کا جو ثبوت دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ ہمارے پیارے امام کو اللہ تعالیٰ لمبی عمر عطا فرمائے۔ تا حضور کی قیادت میں جماعت زیادہ سے زیادہ ترقی کرے۔ آمین۔

بالآخر محترم صاحبزادہ صاحب نے حاضرین سمیت دعا فرمائی اور یہ تقریب بخیر و خوبی ختم ہوئی۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(نامہ نگار)

جماعت احمدیہ کی شہرت

کلکتہ ۲۶ اگست۔ سنڈے ٹائمز نے لکھا کہ مشرقی افریقہ سے ایک مسلم وفد مغربی افریقہ جون میں آیا۔ یہ وفد ممبران کونسل پر بھی مشتمل ہے۔ بعض ممبران نے یورپ اور امریکہ کا سفر بھی کیا ہے۔ چنانچہ دوران سفر میں مسٹر جمن وزیر تعلیم ٹنگانیکا کی احمدی مبلغین سے ملاقات بھی ہوئی۔ اور موصوف نے ان کا کام بہت پسند کیا۔ پرنس بعد کو جماعت احمدیہ کی طرف سے سواحیلی زبان کا ترجمہ قرآن مجید پیش کیا گیا۔ اور مسٹر نذیر علی لندن کی احمدیہ مسجد میں تشریف لے گئے اور امام مسجد سے ملاقی ہوئے۔

اخبار روشنی بنگلور کے چند مضامین پر ایک نظر

اخبار مذکور کا غیر اسلامی طریق

اخبار "روشنی بنگلور" کی پیشانی پر "تعلیمات اسلامی کا نقیب و داعی" کے الفاظ اپنے سیدھے سادے معنوی پہلو کے لحاظ سے کس قدر خوش معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن عملی میدان میں سراب سے بڑھ کر ان کی کچھ حقیقت نہیں۔ اگر انہیں الفاظ کو بصیغہ تبدیل "جماعت اسلامی کا نقیب و داعی" پڑھا جائے تو مفہوم کی صحت کے بارہ میں کچھ کلام نہیں۔ کیونکہ "تعلیمات اسلامی" اور "جماعت اسلامی" کے طرز عمل میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بالخصوص وہ طرز عمل جس کا نمونہ اخبار زیر نظر پیش کرتا ہے۔

اسلام اس پاک اور مطہر تعلیم کا مجموعہ ہے جو قول و فعل میں موافقت اور ظاہر و باطن کی یگانگت پر بہت زور دیتا ہے۔ قرآن پاک کی ابتداء ہی میں ایسے لوگوں کی قلعی کھول کر رکھ دی گئی ہے۔ جو بلند بانگ دعاوی تو رکھتے ہیں لیکن میدان عمل میں کورے ہیں۔ اخبار مذکور کا شاذ ہی کوئی شمارہ ہو جس میں جماعت احمدیہ کے متعلق گوہر افشانی نہ کی گئی ہو۔ ہمیں اس بات پر اعتراض نہیں کہ ہمارے خلاف مضامین کیوں لکھے جاتے ہیں۔ بلکہ ہم تو ایک گونا خوشی محسوس کرتے ہیں کہ اس طرح سلسلہ حقہ کی صداقت پر ایک اور گواہ پیدا ہو گیا۔ لیکن اس لحاظ سے افسوس ضرور آتا ہے کہ قرآنی تعلیم کی طرف نسبت دیتے ہوئے یعنی "تعلیمات اسلامی کا نقیب و داعی" کا دعوےٰ رکھتے ہوئے اسلام و قرآن پاک کی واضح تعلیم کو پس پشت کیوں ڈالا جاتا ہے کہ تمام دنیا ہمارے کردار کو دیکھتی ہے۔ وہ ایسی بھولی بھالی نہیں کہ محض دعوے یا لیبل کی دیدہ زیبی کے باعث اسلامی خوبیوں کے گن گانے لگے بالخصوص جبکہ اسلام کے علمبرداروں کا کردار ان کے اقوال کے مطابق نظر نہ آئے۔

کیا معاصر قرآن کریم میں غیروں کے احساسات و جذبات کے احترام کی تعلیم سے غافل ہے۔ وہ خود ہی بتائے کہ کیا آیت کریمہ "لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ" پر عمل کر رہے ہیں؟ (کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا)

علاوہ ازیں جس نازک دور میں سے اس وقت ہندوستانی مسلمان گزر رہا ہے۔ وہ کسی اخبار نویس سے پوشیدہ نہیں۔ اس جہت سے معاصر کے جملہ ایسے مضامین سراسر غیر دانشمندانہ پالیسی اور ناعاقبت اندیشی فکر و عمل کے آئینہ دار ہیں۔ وقت کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے ماحول کا اچھی طرح جائزہ لیں اور گردو پیش مسلمانوں کو سہارا دیں۔ نہ صرف ان کے دلوں میں بلکہ اسلام سے حقیقی محبت و الفت پیدا کرنے کی سعی کریں بلکہ منفی پہلو کو چھوڑ کر ٹھوس بنیادوں پر خدمت اسلام کے پروگرام کو اس طرح جاری کریں کہ غیر اقوام بھی اس پیارے مذہب سے مانوس ہوں اور وقت آئے کہ ہمارے ذریعہ سے خدا کا کلام اپنی پوری شان و شوکت سے پھر ظاہر ہو کر ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین۔ !!

* * * * * * * *

گذشتہ دنوں اس اخبار نے مدراس کے اخبار "آزاد نوجوان" کے متعلق جو گہر افشانی کی اس کے جواب میں اخبار مذکور نے اسے اپنی طرز تحریر بدلنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا:-

"ہم بحیثیت صحافی معاصر کے مدیر کی پوری پوری عزت و احترام کرتے ہیں کیونکہ ہمیں اپنے دشمنوں سے بھی سوائے محبت کے نفرت کا سلوک کرنا نہیں آتا ...... معاصر کو ہم نے پہلے ہی بتا دیا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے خلاف ضرور لکھیں مگر ہمارا یہ اصول ہونا چاہیئے کہ ہم کسی کی دلشکنی نہ کریں جو ایک اخبار نویس کی شان کے شایاں نہ ہو۔ ہمارا علمی معیار بلند ہونا چاہیئے۔ اور ہمارا طرز کلام پاک اور شریفانہ ہونا چاہیئے ہم بے جا گالیاں نہ لکھیں اور نہ ہی ہم ایک دوسرے پر خواہ مخواہ کیچڑ اچھالیں۔ اگر معاصر اس پُرخلوص نوٹ کا جواب دے اور ہمیں یقین دلائے کہ وہ فحش گوئی اور بے جا تعصب کو چھوڑ کر حق و صداقت کو نمایاں کرنے کے لئے ایک شریف رنگ میں ہم سے بحث کرنے کے لئے تیار رہے تو ہم اپنی طرف سے معاصر کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ ہم معاصر کے سوال کا بخوشی جواب دیں گے۔ ورنہ ہم معاصر کے ساتھ کسی قسم کی بحث میں پڑنا اپنی شان کے شایاں نہیں سمجھتے۔ کیا معاصر اس کے لئے تیار ہے؟" (ربیعہ ۱۱ر ستمبر)

اس پُرخلوص مشورہ اور تجویز کے ساتھ اخبار آزاد نوجوان نے تو اتمام حجت کا حق ادا کر دیا اب دیکھیں معاصر روشنی اس پر عمل کرتا ہے یا نہیں۔

علامہ اقبال اور جماعت احمدیہ

اس ضمن میں اخبار مذکور کے ایک اور مضمون بعنوان "چشمے پھوٹتے ہیں یا پیچ اُڑاتے ہیں" کے متعلق ہم صرف اس قدر ذکر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ مضمون نگار نے بے فائدہ محنت کی اور اخبار "روشنی" کے چند کالم سیاہ کئے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ علامہ اقبال کو جماعت احمدیہ اپنا کوئی روحانی پیشوا یا لیڈر نہیں سمجھتی۔ وہ بے شک اپنے زمانہ کے بہترین شاعر تھے۔ اور زبان اردو اور فارسی کے خدام میں سے تھے۔ ان کا مذہبی نظریہ ہم پر حجت نہیں۔ ہاں ان کے متعلق حسن عقیدت رکھنے والوں کے لئے ان کی جملہ تحریرات قابل حجت ہونی چاہئیں۔ اور ان کے سامنے انہیں سر تسلیم خم کرنا مناسب ہے۔

جماعت احمدیہ نے جب کبھی علامہ موصوف کی کسی عبارت کو پیش کیا ہے تو صرف اور صرف اسی پہلو کے لحاظ سے ہی۔

مضمون نگار نے بڑی کاوش سے علامہ موصوف کے اس کلام کو پیش کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے جو ان کے خیال کے مطابق احمدیت کے مخالف ہے۔ لیکن کیا ہی بہتر ہوتا اگر وہ ان کی حسب ذیل واضح رائے پر بھی "روشنی" ڈال دیں:-

"میری رائے میں تو اس سیرت کا وہ اسلوب جس کا سایہ عالمگیر کی ذات نے ڈالا ہے ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ ہے اور ہماری تعلیم کا مقصد ہونا چاہیئے کہ اس نمونہ کو ترقی دی جائے اور مسلمان ہر وقت اپنے پیش نظر رکھیں پنجاب میں ایسی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔"

(ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر)

حکومتِ وقت کی اطاعت

اسی مضمون میں مضمون نگار ایک جگہ لکھتا ہے "تاویلات کا دروازہ کھول کر اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم سے غلامی کو جائز ثابت کیا"۔ (اخبار روشنی بنگلور ۲۹ر اگست)

جماعت احمدیہ کا ہمیشہ سے یہی اصول رہا ہے اور اب بھی بفضلہ تعالیٰ اسی پر قائم ہے کہ حکومت وقت کی اطاعت ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے۔ اور اس کے لئے اس کے پاس قرآن کریم کا نص صریح اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ہے جس میں ہر قسم کے اولی الامر مسلم و غیر مسلم سبھی آ جاتے ہیں۔ لیکن حکومت سے در پردہ باغیانہ روح رکھنے والے اس ملک میں رہتے ہوئے نہ صرف خود بغاوت و سرکشی کی راہ اختیار کرتے ہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ ہر شخص ہی ان کا ہم خیال ہو کر مستحکم حکومت کے مقابل پر علم بغاوت بلند کرے۔ ہاں ایسا قلم جس پر عوام کو دھوکہ دینے کے لئے جلی حروف میں لکھا ہو۔

"تعلیمات اسلامی کا نقیب و داعی"

ہماری طرف سے ان لوگوں کو کھلا چیلنج ہے کہ اگر اس آیت کریمہ میں مسلم و غیر مسلم حکمرانوں کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم نہیں تو آپ قرآن پاک کی کوئی ایسی آیت پیش کریں جس پر کاربند ہوتے ہوئے آپ لوگ نہ صرف اس وقت سرزمین ہند میں خلوص قلب سے غیر مسلم حکمرانوں کی اطاعت کر رہے ہیں بلکہ اس زمانہ سے قبل فرنگیوں کے زمانہ میں آپ لوگ مساجد کے حجروں میں گھس کر عملی طور پر اطاعت گذاری کا ثبوت دیتے رہے تھے۔ یہ کوئی بہادری نہیں کہ جب انگریز اس ملک سے چلے گئے ہیں اور آپ لوگ فرنگیوں کو برا بھلا کہیں اور اپنے تئیں تیس مار خاں کہتے رہیں۔ آپ کے خیال کے مطابق موجودہ حکمران بھی تو اس آیت کے ماتحت نہیں آتے۔ اب بھی تو دہلی کی عنانِ حکومت "صالح" افراد کے ہاتھ میں نہیں بلکہ بقول مودودی صاحب "طاغوتی نظام" کا حصہ ہیں۔

آیئے اور مرد میدان بنیئے اور وہی نعرہ بلند کیجئے جو اپنے حجروں میں گنگناتے ہیں۔ پھر آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ اس آیت کی تفسیر اور معانی فی الحقیقت کیا ہیں۔ اور آپ پر بخوبی آشکارا ہو جائے گا کہ جماعت احمدیہ نے

"تاویلات کا دروازہ کھول کر اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم سے غلامی کو جائز ثابت کیا ہے۔ یا آپ کی زندگی کا مظاہرہ اس کی تاویل کو حقیقت پر مبنی قرار دیتا ہے۔

احمدیہ جماعت تو خدا کے فضل سے اپنے ظاہر و باطن کے لحاظ سے ایک ہی طرح کے عقائد رکھتی ہے۔ اسے منافقانہ چالیں نہیں آتیں۔ ایسی چالیں آپ ہی کے گروہ کو مبارک ہوں۔ جماعت احمدیہ کے عقائد میں سے بموجب ارشاد قرآنی حکومت وقت کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ مگر آپ کا تو فرض ہے کہ اپنے تئیں "صالح" قرار دیتے ہوئے زیادہ دیر تک "باطل کی غلامی" اور طاغوتی نظام کے کل پرزے بنے نہ رہیں۔

ایسی صورت میں گرفتاریوں کے وقت واویلا بھی درست نہیں ہوتا۔ اور باقیماندہ افراد کا اسی حالت میں خاموش رہنا بھی "صالحیت" کے خلاف نظر آتا ہے۔

فتدبروا و تفکروا

(م۔ ح۔ بقاپوری)

چندہ تحریک ستمبر کیا ہے

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے جو تشخیص بجٹ سال رواں (۱۹۵۴/۵۵ء) موصول ہوئے ہیں۔ یا جو تشخیص بجٹ سال آئندہ (۱۹۵۵/۵۶ء) نظارت ہذا میں موصول ہو رہے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض جماعتوں کے مخلصین جنہوں نے گذشتہ سالوں میں "تحریک ستمبر" میں حصہ لیا تھا وہ اب "تحریک ستمبر" میں شامل نہیں ہیں۔ جس سے ظاہر ہے کہ احباب جماعت اس مبارک تحریک کی ضرورت اور اہمیت کو بھولتے جا رہے ہیں۔ گذشتہ انقلاب میں جو مالی نقصان سلسلہ کو اٹھانا پڑا ہے۔ اس کو پورا کئے بغیر عام حالات میں بظاہر سلسلہ کی ترقی کے رکنے کا اندیشہ تھا۔ اور جو مومن جو اپنی سلسلہ میں ایک ستون یا اہم جزو ہوتا ہے کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ سلسلہ کی ترقی ایک لمحہ کے لئے بھی رک جائے۔ اس لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ماہ ستمبر ۱۹۴۷ء میں احباب جماعت کو ایک خاص معیار کے مطابق اعلیٰ مالی قربانیاں کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے جس سکیم کا اعلان فرمایا اسے "تحریک ستمبر" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا:

"اس مصیبت کے وقت میں زیادہ کماؤ۔ کم خرچ کرو۔ زیادہ سے زیادہ چندے دو۔ اب کم سے کم چندہ پچاس فی صدی ہونا چاہیئے۔ اس سے زیادہ جتنی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے جو پچاس فی صدی نہیں دے سکتا وہ چالیس فی صدی دے۔ جو یہ بھی نہیں دے سکتا پچیس فی صدی دے۔"

لیکن بعد میں یہ دیکھ کر یہ شرح موجودہ حالات میں احباب جماعت کے لئے زیادہ ہے۔ حضور نے ۲۸ مئی ۱۹۴۸ء کے خطبہ جمعہ میں اس شرح کو کم کر کے ۱۶½ فی صدی سے ۲۲ فی صدی تک مقرر کرتے ہوئے فرمایا "۲۵ فی صدی سے کم تک کی شرح میں حصہ لینے والے دوست اپنے تمام چندے یعنی حصہ آمد یا چندہ عام۔ چندہ جلسہ سالانہ۔ چندہ تحریک جدید سوائے چندہ حفاظت مرکز کے اس میں سے مجرا کر سکتے ہیں۔ اور ۲۵ فی صدی یا اس سے زیادہ شرح میں حصہ لینے والے اپنا چندہ حفاظت مرکز بھی مجرا کر سکتے ہیں۔ لیکن ہر صورت میں ضروری ہے کہ موعودہ شرح میں جو چندہ کسی دوست کے ذمہ بنتا ہے۔ اس میں سے تمام چندہ جات منہا کر کے بعد کچھ رقم ایسی بچنی چاہیئے جو خلیفہ وقت کی مرضی کے مطابق خرچ ہو ایسی رقم کا نام چندہ تحریک ستمبر ہے۔

پس جملہ احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ آزمائش کے موجودہ نازک دور میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مالی مشکلات کسی وضاحت اور تشریح کی محتاج نہیں ہر وہ شخص جو صدق دل سے جماعت میں داخل ہے اور سلسلہ کے لئے اپنے دل میں درد رکھتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی بیعت کے اس مقدس عہد کو کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" پورا کرے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمادے آمین۔

امید ہے کہ عہدیداران مال اپنی اپنی جماعت کے دوستوں کو اس بابرکت تحریک (تحریک ستمبر) سے مطلع کرتے ہوئے اس میں بڑھ بڑھ کر حصہ لینے کی طرف خاص طور پر توجہ دلائیں گے (ناظر بیت المال قادیان)

تاثراتِ احمدی

بہ حمدِ حق شود شیریں دہانم — بہ نعتِ مصطفیٰؐ شکر بیانم
پئے تائیدِ دینِ حق بہر حال — بحمد اللہ فدا شد جسم و جانم
کمر بستم بہ دنیا بہرِ تبلیغ — بہ اظہارِ حقیقت شاد مانم
بہ بدم کربلائے خویش را خیار — بزعمِ دشمنِ دیں در زیانم
بہ دل دارم دلے عرفان و ایماں — زعونِ حق تعالیٰ کامرانم
تبیتی میدہم تعلیم قرآں — قبولِ بارگاہِ جانِ جانانم
کنم تبلیغ فرمانِ محمدؐ — مطیعِ مہدیِؑ صاحبقرانم
محافظ خانۂ محمود دارم — مکیں درگہِ دارالامانم
ز فیضِ مصدر سالارِ محمود — خروشے آمدہ اندر نہانم
نشستم چوں بباغِ احمدیت — زہے شد سایۂ او سائبانم
زبہرِ خدمتِ اسلام ہر سو — بشرق و غرب رفتم در جہانم
"مسلماں را مسلماں باز کردم" — نتائج خیز گردد امتحانم
پرِ پرواز دارم بر بلندی — بہ اوجِ مہرِ سعادت، آشیانم
کنوں لاریب در اکنافِ عالم — مبارک زندہ شد نام و نشانم
عدو از جہل و کین و بغض و حسرت — تکفیر گشتہ شد نامہربانم
نہ کردے او بہ شاخ مثمرم دست — بتر سیدے اگر از باغبانم
خدا خود سوزد آں کرمِ دنی را — کہ دارد چشم بد بر کار و انم
مکن نارِ عداوت اے عدو تیز — چہ باک از فتنہ ہائے مفسدانم
من از زورِ صداقت در ترقی — بکشتیِ نوحؑ در بحرِ روانم
کجا بغض و حسد کجا ذوقِ جہادم — خدا با من منم قربانِ آنم
تو گشتہ غرقِ کذب و بدگمانی — شود تائیدِ حق از آسمانم
تعلق شد ترا با دشمنِ دیں — من از وابستگانِ قادیانم

بکن سیفی دعا۔ ہمنا الٰہی
بہ بابِ احمدیت جاودانم

لے خدا۔

خاکسار سید محمد شاہ سیفی بیچ بھاڑہ کشمیر

سیکرٹریان مالی جماعت احمدیہ ہندوستان متوجہ ہوں

قریباً دو ماہ کا عرصہ ہوا آپکی خدمت میں آپکی جماعت کے فارم رپورٹ اصل آمد ۵۲-۵۳ء بھجوائے گئے تھے اور گذارش کی گئی تھی کہ ان کو پُر کر کے ایک ماہ کے اندر اندر واپس فرما دیں۔ مگر افسوس کہ اتنا لمبا عرصہ گذر جانے اور پھر بذریعہ کارڈ یاد دہانی کرانے کے سوائے چند جماعتوں کے ابتک فارم بعد تکمیل واپس نہیں آسکے۔ اب بذریعہ اعلان ہذا گذارش ہے کہ ایک ماہ کے اندر فارم پُر کر کے واپس ارسال فرما دیں ورنہ ایک ماہ بعد ضابطہ کی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

درخواست ہائے دعا

(۱) مکرم میاں عبدالرحمٰن خان صاحب ابن حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ وہ چند دنوں سے اپنڈس کی بیماری سے بیمار ہیں۔ اور بخار اور قبض کی بھی شکایت ہے۔ اب آپ کی حالت قدرے بہتر ہے مگر آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ انکی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمادیں۔ ناظر اعلیٰ قادیان

(۲) دشمنوں کے دائر کردہ جھوٹے مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ سے مولوی سید فضل عمر صاحب کنگلی اور ان کے ساتھی بری ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب دعا فرمائیں آئندہ بھی اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور احمدیت کو ترقی عطا کرے

(۳) برکت اللہ خان صاحب ساکن منصوری (علاقہ آگرہ) کے والد صاحب کا اپریشن تیسری بار بغرض کینسر ہونے والا ہے جو کہ نہایت پیشاب ہے ہوا ہے احباب اپریشن کے کامیاب ہونے اور موصوف کو صحت کاملہ عاجلہ عطا ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

ولادت } اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۵۵ء بروز جمعۃ المبارک ۱۲ بجے دن دوسری بیوی سے پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ نوازش بچے کا نام "منصور احمد" تجویز فرمایا ہے احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ نومولود کو صحت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔ خاکسار مسعود احمد درویش کارکن دفتر نظارت بیت المال قادیان۔

(۴) ۱۳ ستمبر کو مولوی بشیر احمد صاحب بانگروی قادیان کے ہاں بچی اور ۲۰ ستمبر کو شیخ محمد صاحب انچارج لنگرخانہ قادیان کے ہاں اہلیہ دل سے بچہ پیدا ہوا ہے۔ احباب ہر دو نومولود کی صحت و سلامتی اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔

مختصر اور ضروری خبریں

۱۴ ستمبر نیویارک۔ پاکستان میں اقوام متحدہ کے فنی امداد کے بورڈ کے نمائندہ نے رپورٹ میں بتایا کہ مشرقی پاکستان میں اس سال ۲½ لاکھ ایکڑ بنجر زمین قابل کاشت بنائی گئی ہے۔ اگلے چند سالوں میں ۵۰ لاکھ ایکڑ زمین کو قابل کاشت بنانے کا پروگرام ہے۔

واشنگٹن۔ پاکستان اور دوسرے ممالک کے بانعمد اساتذہ واشنگٹن پہنچ گئے۔ تا امریکہ کے تعلیمی نظام کا مطالعہ کریں۔

ٹوکیو۔ جنوبی جاپان میں شدید طوفان سے دس ہزار اشخاص بے گھر ہو گئے ہیں چار صد مکان چٹانوں کے نیچے دب گئے ہیں۔

بمبئی۔ فلم آرٹسٹوں نے سیلاب زدگان کے لئے دو لاکھ سے زائد چندہ جمع کیا۔

لکھنؤ۔ ضلع گورکھپور میں چار صد مواضعات میں سیلاب سے ۴ لاکھ اشخاص کو نقصان پہنچا۔ ۳۵ لاکھ ایکڑ رقبہ زیر آب ہے۔ ایک کروڑ روپیہ قیمت کی فصل سات لاکھ ایکڑ میں تباہ ہو گئی۔

۱۵ ستمبر۔ مانڈلے۔ وزیراعظم برما نے بودھ پادریوں کو متنبہ کیا ہے کہ اگر انہوں نے تعلیمی اداروں میں تمام مذاہب کی تعلیمات کو خارج کر کے بدھ ازم تعلیم دیئے جانے کے بارے میں مجبور کیا تو وہ استعفیٰ دے دیں گے۔ بودھ پادریوں نے اعتراض کیا تھا کہ اسلامی تعلیم کو داخلہ سے خارج کر دیا جائے۔ اور صرف بودھ ازم کی تعلیم دی جائے۔

کراچی۔ صوبہ سرحد کی طرف سے مشرقی بنگال کے سیلاب زدگان کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیا گیا۔ نظارت کراچی مزید ایک لاکھ روپیہ دے گی۔ حکومت مشرقی پاکستان نے ضلع بوگرا میں ایک لاکھ روپے کے زراعتی قرضے دیئے اور بتیس لاکھ روپے مرمت مکانات کے لئے دیئے گئے۔ دہان کا بیج مفت تقسیم کیا جائیگا قریباً آٹھ لاکھ افراد کو ٹیکے لگائے جا چکے ہیں۔

۱۶ ستمبر۔ لکھنؤ۔ وزیراعظم نے بتایا کہ مشرقی بنگال کو حالیہ سیلاب سے ۲۰ کروڑ روپیہ کا نقصان پہنچا ہے۔ علاوہ ازیں ۱½ لاکھ ایکڑ اراضی میں فصل دھان تباہ ہو گئی ہے۔ ۹۰ لاکھ روپیہ سڑکوں، پلوں وغیرہ کی مرمت کے لئے چند کروڑ روپیہ درکار ہوگا۔ حکومت امداد پر ساٹھ لاکھ روپیہ خرچ کر چکی ہے۔

نئی دہلی۔ حیدرآباد ریاست کے حالیہ فسادات کے مصیبت زدگان کی امداد کے لئے وزیراعظم مسٹر نہرو نے پانچ ہزار روپیہ دیا ہے۔

کراچی۔ کراچی میں عالمی بنک کے دو نمائندے آئے ہیں۔ اور انہوں نے وزیر خزانہ سے ستلج دریا کے پانی کی تقسیم کے متعلق گفتگو کی ہے۔

لکھنؤ۔ یوپی میں گذشتہ سیلاب سے چھ ہزار دیہات زیر آب ہو گئے۔ ۱۸ ہزار مکانوں کو نقصان پہنچا۔ ۴۲ لاکھ ایکڑ اراضی میں فصلوں کو دس کروڑ روپیہ کا نقصان پہنچا۔ انسداد سیلاب کے لئے ۲۵ کروڑ روپیہ کے منصوبے تیار کئے جا رہے ہیں۔

۱۸ ستمبر۔ لکھنؤ۔ یوپی اسمبلی میں وزیر داخلہ نے بتایا کہ یوپی میں گرفتار ہونے والے مسلمان پاکستانی جاسوس نہیں ہیں۔

ہانگ کانگ۔ ساحل چین کے قریب نیشنلسٹ جنگی جہاز گشت کر رہے ہیں۔ جزیرہ تاچین جو شنگھائی سے ۴۲ میل دور ہے کے قریب بحری جنگ ہوئی۔ اور کمیونسٹ بحری بیڑہ پر حملہ کیا گیا۔

کراچی۔ پاکستان کے وزیراعظم ۲۶ ستمبر کو واشنگٹن کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ دس روز تک لنڈن میں قیام کریں گے معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کو غیر ملکی زر مبادلہ کی سخت قلت کا سامنا ہے۔

دہلی۔ دہلی سٹیٹ اسمبلی میں ذبیحہ گاؤ کے خلاف غیر سرکاری بل مسترد ہو گیا۔ وزیراعلیٰ چوہدری برہم پرکاش نے کہا کہ یہ انتخابی سٹنٹ ہے۔ اور پہلے بھی حزب مخالف نے اسے انتخابی سٹنٹ کے طور پر استعمال کیا تھا۔

کالم پونگ۔ تبت کے مشرقی صوبہ کے باشندوں اور چینی فوج میں جھڑپیں ہوئیں۔ قبائلی لوگ داخلی خود مختاری کا مطالبہ کرتے ہیں۔

قاہرہ۔ مصر کے وزیر داخلہ اور اسلامی کانگریس کے جنرل سیکرٹری لیفٹیننٹ کرنل انور سادات نے کہا کہ کانگریس مسلمانوں کی سیاسی ثقافتی اور اقتصادی سوالات پر غور کرے گی۔ کانگریس کا اصل مقصد اسلامی تہذیب بغیر کسی جبر کے اشاعت کرنا۔ مسلمانوں کی اقتصادی حالت کو ترقی دینے کے لئے تیار کرنا اور ان کے اخلاقی و تعلیمی معیار کو بلند کرنا ہے۔

۲۳ ستمبر۔ وزیراعظم انڈونیشیا مع بیگم نئی دہلی آئے ہیں۔ ان کی بیگم نے زنانہ جلسوں کو بتایا کہ انڈونیشیا میں عورتوں نے مردوں کے ساتھ جنگ آزادی میں حصہ لیا ہے۔ امید ہے آئندہ انتخابات میں عورتوں کو حق رائے دہندگی مل جائے گا۔

کلکتہ۔ میجر جنرل سکندر مرزا گورنر مشرقی بنگال نے بتایا کہ جو دریا مشرقی پاکستان اور ہندوستان کی سرحدوں کو عبور کرتے ہیں ان کے سیلابوں کے انسداد کی مہم میں ہم ہندوستان کے ساتھ تعاون کریں گے۔

دہلی۔ لوک سبھا (پارلیمنٹ) میں نائب وزیر خزانہ نے بتایا کہ جون ۱۹۵۶ء کے آخر میں فاضلات سٹرلنگ کی تعداد سات ارب ۴۴ کروڑ روپیہ تھی۔

دہلی۔ وزیراعظم انڈونیشیا مع بیگم جامعہ ملیہ اسلامیہ دیکھنے آئے۔ انہوں نے کالج کے مختلف شعبے دیکھے۔ سپاسنامہ میں کہا گیا کہ ہمارے لئے وزیراعظم کوئی نئے نہیں ہیں۔ جامعہ ملیہ میں ہمیشہ انڈونیشین طلبا زیر تعلیم رہتے ہیں۔

نئی دہلی۔ لوک سبھا میں خبر نمار کمپنیوں کو معاوضہ دینے کے بل کی بحث میں وزیر مالیات نے کہا کہ میری پالیسی یہ ہے کہ غریب بنادگزینوں کو زیادہ اور مالداروں کو یہ رقم کم دی جائے اور معاوضہ کے سرمایہ میں فی الحال اضافہ کرنے سے معذوری کا اظہار کیا۔

لکھنؤ۔ یوپی کے تربیتی مراکز میں ہر سال ۲½ ہزار ترقیاتی کارکنوں کو تربیت دی جایا کرے گی۔

امرتسر۔ وزیراعلیٰ مسٹر بھیم سین سچر نے اعلان کیا کہ پنجاب میں انسداد رشوت کے لئے ایک بورڈ قائم کیا جائے گا۔

دہلی۔ نائب صدر جمہوریہ ڈاکٹر راداکرشنن جنوبی امریکہ کے دورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

۲۴ ستمبر نئی دہلی۔ حکومت ہند نے روس کے ٹیکنیکل ماہرین کو بلانے کا فیصلہ کر لیا ہے یہ ماہرین فولاد کے کارخانے کے متعلق تحقیقات کریں گے۔

نئی دہلی۔ جکارتہ (انڈونیشیا) کی ایشیائی افریقی کانفرنس میں ۱۸ ممالک مدعو کئے جائیں گے۔ کولمبو طاقتیں اس کانفرنس کا ایجنڈا مرتب کرینگی

تائی پہ۔ ایک چینی جزیرہ پر کوہستانی طیاروں نے بمباری کی اور چینی جہازوں کو بموں کا نشانہ بنایا۔

نئی دہلی۔ حکومت پاکستان نے مسٹر غضنفر علی خاں ہائی کمشنر دہلی کا جانشین نہ ملنے کے باعث ان کی سبکدوشی ملتوی کر دی ہے۔

دہلی۔ وزیراعظم انڈونیشیا جامع مسجد دیکھنے آئے۔ شاہی دروازہ پر ان کو ہار پہنائے گئے۔ وہ مغل فن تعمیر سے بہت متاثر ہوئے۔ وزیراعظم نے قطب مینارہ۔ مقبرہ ہمایوں۔ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا اور لال قلعہ کی سیر کی۔

نئی دہلی۔ ہندوستانی ہائی کمشنر متعینہ لندن نے استعفار دے دیا ہے۔

پانڈیچری۔ فرانس ہندی مقبوضات کو بھارت کے حوالہ کرنے پر رضامند ہو گیا۔

واشنگٹن۔ امریکن افسروں نے واضح کیا ہے کہ کمیونسٹوں نے فارموسا پر کوئی فضائی حملہ کیا تو طاقتور امریکن بیڑہ مزاحمت کرے گا۔

نئی دہلی۔ مختلف شہروں میں بینک ایوارڈ میں اصلاحات کے خلاف بینک ملازمین نے احتجاجی ہڑتالیں کیں۔ بمبئی میں ۳۲ بینکوں کے دس ہزار ملازمین کام پر نہیں گئے۔

بمبئی۔ بمبئی میں فساد ہوا۔ تین اشخاص کو چھرا گھونپ دیا گیا۔ بارہ اشخاص زخمی ہوئے اہم ناکوں پر مسلح پولیس تعینات کر دی گئی ہے۔ فساد کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔

ٹوکیو۔ وزیراعظم چین نے اعلان کیا کہ عوامی چین فارموسا کے معاملات میں امریکہ کی مداخلت برداشت نہیں کر سکتا۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں